اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللّٰہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

قیمت فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی ۶؎

نمبر ۲۰	مورخہ ۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء	یوم جمعہ	مطابق ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ	جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

یکم ستمبر سے ریلوے گاڑیوں کے اوقات تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور چار کی بجائے تین گاڑیاں رہ گئی ہیں۔ ان کے اوقات بھی بہت تکلیف دہ ہیں۔ صبح سے ایک بجے تک تین گاڑیوں کی روانگی رکھی گئی ہے۔ اور اس کے بعد دوسرے دن کو گاڑی چلتی ہے۔ اس کی طرف متعلقہ حکام کو توجہ دلائی گئی ہے ✦

جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب کا بچہ صادق علی چند دن بعارضہ تپ محرقہ بیمار رہ کر ۳ ستمبر کو انتقال کر گیا۔ احباب والدین کے لئے صبر کی دعا فرمائیں ✦

۳ ستمبر کمشنر صاحب جالندھر نے ہندو مسلمانوں کو مذبح کے متعلق اپنے بیانات پیش کرنے کے لئے پنجگرائیں بلایا۔ جہاں کئی ہزار مسلمان احمدی و غیر احمدی پہنچ گئے۔ ہندوؤں اور سکھوں کی تعداد بہت کم تھی ✦ اسی دن ۶ بجے شام کے کمشنر صاحب مع ڈپٹی کمشنر صاحب اور صاحب بہادر کپتان پولیس کے قادیان تشریف لائے اور ۲ روز

قادیان میں ہندوؤں اور سکھوں کی اشتعال انگیزیاں

حکام کی غفلت کے خطرناک نتائج نکلنے کا اندیشہ

ابھی وقت ہے کہ حکام متوجہ ہوں

جب سے پولیس نے شوریدہ سر سکھوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے قادیان کا مذبح گرانے کا موقعہ دیا۔ اور ان کی نہ خود مزاحمت کی اور نہ مسلمانوں کو کرنے دی۔ اس وقت سے سکھوں کے حوصلے اور ہندوؤں کی ریشہ دوانیاں اور فتنہ انگیزیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور وہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اشتعال دلا کر آمادہ فساد کریں ✦

ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور نے مذبح کے منہدم ہو جانے کی وجہ سے اس کے متعلق عدالتی فیصلہ ہونے تک گائے ذبح کرنے کی اجازت منسوخ کر دی۔ اسے ہندوؤں اور سکھوں نے اپنی مزید فتحمندی قرار دیا۔ اور مسلمانوں کو کئی قسم کے طعنے دینے لگے۔ اس کے بعد کمشنر صاحب نے ہندوؤں کی اپیل سنتے وقت مسلمانوں کے متعلق جو رویہ اختیار کیا۔ یعنی انہیں تاریخ سماعت سے اطلاع تک دینی اور پھر ان کے وفد سے ملاقات کرنی ضروری نہ سمجھی۔ اس سے اور ممکن ہے بعض اور اندرونی امور سے واقف ہونے کی وجہ سے فیصلہ کے اعلان سے قبل ہی انہوں نے اپنی کامیابی

جلوس بھی نکالا گیا۔ اسی سلسلہ میں مسلمانوں کو ایسی ایسی طعن آمیز باتیں کہی گئیں جو نہایت اشتعال انگیز تھیں۔

اسی پر بس نہ کی گئی۔ بلکہ شرارت کو انتہا تک پہنچانے کے لئے یکم ستمبر ایک سکھ کو جس کے پاس سمال ٹاؤن کمیٹی کی کوئی اجازت نہ تھی۔ جھٹکہ کا گوشت بیچنے کے لئے گلیوں میں بھیجا گیا۔ گوشت اس نے اٹھایا ہوا۔ اور ترازو اسکے پاس تھا۔ اور وہ گلی گلی پھر رہا تھا۔ ایسی صورت میں جبکہ مذبح گرا دیا گیا اور کسی اور جگہ ذبح کرنے کی اجازت منسوخ کر دی گئی۔ ہندوؤں اور سکھوں کا جھٹکہ کے گوشت کو مقررہ دکان چھوڑ کر گلیوں میں پھرانا سوائے اس کے کوئی مطلب نہیں رکھتا کہ وہ مسلمانوں کے دُکھے ہوئے اور زخم رسیدہ دلوں پر نمک پاشی کریں۔ اور اشتعال دلا کر فساد برپا کریں۔ ذبح گائے کا سوال ہی جب جھٹکہ کی دو دکان کھلنے پر اب پیدا ہوا تھا۔ تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ ان مسلمانوں کے قلوب کی کیا حالت ہوگی۔ جن کا ایک طرف تو روز روشن میں مذبح گرا دیا۔ اور گائے ذبح کرنے سے روک دیا گیا لیکن دوسری طرف ان کے سامنے جھٹکہ کا مردار گلیوں میں پھرایا گیا اس فتنہ انگیز حرکت سے قدرتی طور پر مسلمانوں میں بہت جوش پیدا ہوا اور قریب تھا کہ اس کا وہی نتیجہ رونما ہو۔ جو ایسے حالات میں لازمی ہوتا ہے کہ ذمہ دار اصحاب نے لوگوں کو روک کر اور پولیس نے اس مفسد سکھ کو گرفتار کر کے امن قائم کیا۔ آج ۲ ستمبر پولیس کے چند افسر پہنچ گئے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ کمشنر صاحب کے رویہ کے اثر کے ماتحت پولیس مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کا خیال کرنے کی بجائے ہندوؤں اور سکھوں کی خوشنودی کی زیادہ جویاں ہے۔ اور بات آئی گئی کر دینا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس سکھ کو چھوڑ دیا گیا۔

ان حالات میں ہم صاف طور پر کہدینا چاہتے ہیں۔ کہ فتنہ پرداز ہندوؤں اور سکھوں کی بڑھتی ہوئی شرارتوں اور حکام کے موجودہ رویہ سے نہ صرف قادیان اور مضافات کے مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ لبالب ہو چکا ہے بلکہ بیرونجات کی احمدی جماعتوں میں بھی بے حد جوش پیدا ہو رہا ہے۔ اور مرکز میں اس قسم کے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ کہ اس وقت تک سکھوں اور ہندوؤں کی شور پشتی کے مقابلہ میں حکام نے جو رویہ اختیار کیا ہے۔ اور جس طرح احمدیوں کی طرف سے لاپرواہی ہوتی ہے۔ یہ حالت قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ اور ہم ایسی زندگی سے موت کو ترجیح دیتے ہیں۔

یہ کوئی دھمکی نہیں بلکہ حقیقت ہے جس کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور اگر یہی حالت رہی جو اب ہے کہ ہندوؤں اور سکھوں کو اشتعال دلانے کے لئے چھوڑ رکھا ہے۔ اور مسلمانوں سے ان کا ایک جائز حق واپس لے لیا گیا ہے۔ تو یہ قطعاً برداشت سے باہر ہے ہم بار بار اور ہر طرح حکام کو حالات کی اس نزاکت کا احساس کرانے کی کوشش کر چکے ہیں اور اب بھی چاہتے ہیں کہ ذمہ وار حکام جلد اس طرف متوجہ ہوں۔ ہمارا معاہدہ وفاداری ملک معظم کے ساتھ ہے لیکن ہم سکھ اور ہندو ہمسایوں کے غلام بننے کیلئے تیار نہیں ہیں جبکہ ہم نے قادیان میں باوجود مالک اور بڑی کثرت میں ہونے کے ہر قسم کی مذہبی اور قومی آزادی دے رکھی ہے۔ اگر اس رواداری کا یہ مطلب سمجھا جائے۔ کہ سکھوں کی یہ حشت کا ہم پر کوئی اثر ہے تو یہ غلط ہے۔ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اگر انہوں نے مزید جرأت کی۔ تو بفضل خدا ہم بھی اپنی طاقت اور قوت انہیں دکھا دینگے۔

[illegible]

مذبح کے متعلق جماعت احمدیہ انبالہ کا تار

پر زور احتجاج

انبالہ۔ ۳ ستمبر۔ بجانب سیکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ۔ ہمارا یہ غیر معمولی جلسہ پر زور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے کہ مذبح گاؤ قادیان کی ٹوٹتی ہوئی مسلمان آبادی کی ضروریات کے لئے نہایت ضروری اور واجبی ہے۔ اور مذبح کی بندش کو جو کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ کی کمزوری کا اظہار کرتی ہے۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ہندوستان کے تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے جائز حقوق کے احترام کی خاطر ہر ممکن کوشش اور جدوجہد کریں۔

انہدام مذبح قادیان کے خلاف صدائے احتجاج

ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن قصور کا اہم اجلاس

قصور یکم ستمبر ۲۹ء کو ینگ مین ایسوسی ایشن قصور کا اہم اجلاس زیر صدارت حکیم انعام اللہ صاحب پریذیڈنٹ ایسوسی ایشن منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوا۔ کہ یہ جلسہ انہدام مذبح قادیان پر قادیان کے گرد و نواح کے سکھوں اور ہندوؤں (جنہوں نے مذبح گرانے میں حصہ لیا ہے) کے خلاف اظہار نفرت کرتا ہے اور حکام بالا سے پر زور درخواست کرتا ہے کہ مسلمانوں کے جائز حقوق کی حفاظت کریں۔

مذبح قادیان اور حکام کے متعلق انقلاب کی رائے

معاصر انقلاب ۳ ستمبر لکھتا ہے:۔ مذبح قادیان کے معاملے میں مسلمانوں کی انتہائی امن پسندی اور غیر مسلموں کی انتہائی فساد انگیزی کا مسئلہ اس قدر واضح ہے کہ اب تو اس کے اثبات کے لئے کسی دلیل کی بھی حاجت نہیں رہی۔ مسلمانوں نے حکام سے اجازت لیکر مذبح تعمیر کیا۔ سکھوں نے اس پر یورش کی اور اسے روز روشن میں پولیس کے سامنے منہدم کر دیا۔ مسلمانوں نے اس پر بھی صبر و سکون سے کام لیا اور یہ خیال کیا کہ ان سکھوں نے حکومت کے قانون کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ لہذا یہ ضرور کیفر کردار کو پہنچیں گے اس کے بعد اب تک مسلمانوں کا رویہ بیحد امن پسندانہ اور آئینی رہا۔ اور انہوں نے حکومت کے لئے کوئی وجہ شکایت نہیں پیدا ہونے دی۔

لیکن ہمیں نہایت افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اس مظلومی اور امن پسندی کے باوجود بھی حکام کا رویہ انکے متعلق سخت قابل اعتراض ہے۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جنکے علاقے میں یہ واقعہ پیش آیا۔ اور جنکے مستقر سے قادیان صرف چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس مذبح کا لائسنس منسوخ کر دیا ہے۔ اور بہانہ یہ کیا ہے۔ کہ یہ مقام مذبح کے لئے کچھ موزون نہیں ہم یہ سوال کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا اس مقام کی ناموزونی آپ کو اسوقت معلوم نہ تھی۔ جب آپنے اسکی منظوری دی تھی؟ آخر اسوقت اسکی موزونیت یا عدم موزونیت پر غور کیوں نہ کیا گیا۔ ہمارے نزدیک موزونیت مقام کی بحث بالکل لغو و بے معنی ہے۔ "انقلاب" کے قارئین کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ جس مقام پر مذبح تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کے گرداگرد تمامتر مسلمانوں کے کھیت اور مسلمانوں کے دیہات واقع ہیں۔ اور سکھوں کی نازیبا حرکت محض شرارت تھی ورنہ ان کے جذبات کو صدمہ پہنچنے کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ اور علاوہ بریں ان کے مذہب نے انہیں کہیں بھی "گئو رکھشک" بننے کا حکم نہیں دیا۔ کیا لائسنس کی منسوخی کی یہ وجہ ہے۔ کہ اس ناگوار حادثہ میں مسلمان خاموش رہے ہیں اور سکھوں نے قوت کا ثبوت دیا ہے۔ کیا ڈپٹی کمشنر گورداسپور کا منشاء یہ ہے۔ کہ اب مسلمان بھی اپنی قوت کا ثبوت دیں؟ انگریز حکام دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ وہ مختلف مذاہب کے محافظ ہیں۔ کیا حفاظت کا طریقہ یہی ہے جو ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے اختیار کیا ہے؟ کیا یکم اگست کو یہ مقام مذبح کے لئے موزون تھا۔ اور جب سکھوں نے اسے ڈھا دیا۔ تو یکدم ناموزون ہوگیا؟ کیا ضلع گورداسپور میں انگریزی راج ہے یا سکھا شاہی کا دور دورہ ہے؟

ہم یہاں تک لکھ چکے تھے کہ کمشنر صاحب لاہور کے معاندانہ رویہ نے ہمارے زخموں پر اور بھی نمک چھڑک دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو اطلاع دیئے بغیر ہندوؤں کی اپیل کی سماعت شروع کر دی۔ اور عین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

مشترکہ حق کیلئے خوش کن اتحاد

انہدام مذبح قادیان کے خلاف مسلمان اخبارات کی متحدہ آواز

ایک عرصہ سے جس امر کو ہم مسلمانوں کی ملی اور سیاسی زندگی کے لئے نہایت ضروری سمجھ کر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات کے ماتحت اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اور جو یہ ہے کہ مسلمان اپنے متحدہ اور مشترکہ حقوق کے لئے بغیر اپنے داخلی اختلافات کی کوئی پرواہ کئے متفقہ طور پر کوشاں ہوں۔ اور ہر ایسے موقعہ پر جبکہ ان کے قومی یا مذہبی حقوق خطرہ میں ہوں پورے اتحاد اور یکجہتی کے ساتھ ان کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس کا ایک نہایت خوش کن منظر اس موقعہ پر دیکھنے میں آیا۔ جبکہ جاہل دیہاتی سکھوں نے بعض فتنہ انگیز اور شرارت پسند لوگوں کی تحریک سے قادیان کا مذبح گرا دیا۔ جو گورنمنٹ کی باقاعدہ منظوری اور اس کے مقررہ قوانین کے ماتحت بنایا گیا تھا۔ ہندوستان کے تمام مسلم پریس نے ہندوؤں اور سکھوں کیطرف سے مسلم حقوق میں دست اندازی کے خلاف نہایت بلند آہنگی کے ساتھ ایسی متحدانہ آواز بلند کی ہے جس کی مثال شائد ہی اس سے قبل کسی موقعہ پر مل سکے۔ اور اس طرح نہ صرف غیر مسلموں پر بلکہ خود گورنمنٹ پر بھی ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمانوں کا آپس میں خواہ کس قدر اختلاف ہو۔ اور وہ اختلاف کسی نہ کسی وجہ سے خواہ کتنی ہی ناگوار صورت اختیار کر چکا ہو پھر بھی یہ ہو نہیں سکتا کہ انکے کسی مسلّم حق کے متعلق خطرہ پیدا ہو اور وہ اس لئے خاموش بیٹھے رہیں۔ کہ اسوقت غیر مسلم طاقتوں کا تصادم کسی خاص فریق کے ساتھ ہوا ہے بلکہ وہ اس حق کو تمام مسلمانوں کا متفقہ حق سمجھ کر اسکی حفاظت کرنا اپنا اہم فرض سمجھتے ہیں ؛

ہندوستان کے مسلم پریس نے قادیان کے مذبح کے انہدام کے خلاف آواز بلند کر کے جس فرض شناسی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ وہ قومی زندگی کی ایک مبارک علامت ہے۔ اگرچہ آریوں نے اس بات کی سر توڑ کوشش کی۔ کہ اس واقعہ کو محض ایک مقامی واقعہ قرار دیں۔ حالانکہ وہ خود بہ حیثیت قوم اس کے خلاف حصہ لے رہے ہیں۔ اور اپنے "دھا بیر دل" بھیجنے کے دعوے کر رہے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر انہوں نے یہ کوشش کی کہ دوسرے مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف مذہبی لحاظ سے اشتعال دلائیں اور اس طرح ایک متحدہ امر میں اشتراک عمل سے روک دیں لیکن انکی اس قسم کی تمام چالبازیوں کا ایک ذرہ بھی اثر نہ ہوا۔ اور مذہبی لحاظ سے جماعت احمدیہ کے ساتھ بڑے سے بڑا اختلاف رکھنے والا۔ اور اس اختلاف کو بیحد شدت اور کرختگی کے ساتھ ظاہر کرنیوالا بھی کوئی اخبار انکے پھندے میں نہ آیا۔ تمام مسلمان اخبارات نے پرزور الفاظ میں سکھوں کی اس قانون شکنی کی مذمت کی۔ آریوں کی اس فتنہ پردازی کے خلاف اظہار نفرت کیا۔ اور ذبیحہ گائے کو مسلمانوں کا مذہبی اور ملکی حق ثابت کیا۔ چنانچہ ایک طرف اگر موقر اور معزز سیاسی اخبارات۔ انقلاب۔ سیاست۔ زمیندار۔ مسلم اوٹلک وکیل۔ شہاب۔ پیسہ اخبار۔ دور جدید۔ مسلم راجپوت۔ تازیانہ۔ مونس۔ الخلیل وغیرہ نے پرزور مضامین لکھے تو دوسری طرف مذہبی اخبارات "الجمعیۃ" نے جو جمعیۃ العلماء ہند کا آرگن ہے۔ "اہلحدیث" نے جو اہلحدیثوں کا آرگن ہے۔ اور اللمان نے جو دیوبندی عقائد کا مؤید ہے۔ زبردست مقالے شائع کئے۔ ممکن ہے اور بھی کئی ایک اخبارات نے مضامین لکھے ہوں۔ مگر اس لئے ہمیں انکی اطلاع نہ ہوئی ہو کہ وہ ہمارے ہاں آتے نہیں۔ اور یہ تو ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کوئی بھی اسلامی اخبار ایسا نہیں جس نے ذبیحہ گائے کے اسلامی حق کو ضعف پہنچانے والی کوئی حرکت کی۔ ایک نام نہاد اخبار (مباہلہ) کی طرف سے جسے اخبار کہنا بھی اخبارات کی ہتک ہے۔ کمینگی اور ذہنیائی سے کام لیتے ہوئے ایک تار شائع کیا گیا۔ جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ مذبح کے خلاف ہے لیکن اسلامی پریس کیطرف سے اسے اتنی بے بھاؤ کی پڑی ہیں کہ ہمیشہ کے لئے منہ دکھانیکے قابل نہیں رہا ؛

غرض اسلامی پریس نے اس موقعہ پر ایک مذہبی حق کی حفاظت کیلئے جو جدوجہد کی ہے۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف اور لائق ستایش ہے ہم اپنے ان معاصرین کا شکریہ ادا کرنے کا تو کوئی موقعہ نہیں پاتے کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا اپنے فرض کی ادائگی کے طور پر کیا۔ اور ایک اسلامی حق پر غیر مسلموں کی یورش کو دیکھ کر کیا لیکن اس لحاظ سے ہم اپنی دلی مسرت اور خوشی کے اظہار سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ اغیار سے اپنے قومی اور مذہبی حقوق کو محفوظ رکھنے کے جس جذبہ سے متاثر ہو کر اسلامی پریس نے یہ متحدہ اور متفقہ کوشش کی ہے۔ وہ نہایت ہی مبارک ہے۔ امید کیجا سکتی ہے۔ کہ اگر اس جذبہ کو وسعت دیگئی۔ اور ہر مشترکہ مقصد میں تمام اسلامی پریس نے اسی اتحاد کا ثبوت دینا شروع کر دیا۔ تو تھوڑے سے عرصہ میں ایسی فضا پیدا ہو سکتی ہے جس میں کسی بڑی سے بڑی طاقت کو بھی اسلامی حقوق اور مسلمانوں کے مطالبات کو کچلنے کی قطعاً جرأت نہ ہو سکے گی ؛

اس وقت تک مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کو پامال کرنیکی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد نہیں۔ وہ اپنے مطالبات متفقہ طور پر پیش نہیں کرتے۔ اور سب سے بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ اگر کسی علاقہ کے مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی۔ ان کے حقوق غصب کئے جاتے۔ اور انپر ظلم وستم کے پہاڑ گرائے جاتے ہیں۔ تو باقی مسلمان آنکھیں موندھ کر اور کانوں میں تیل ڈالکر پڑے رہتے ہیں نہ تو مظلوموں کی امداد کی کوئی صورت اختیار کیجاتی ہے اور نہ ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی سعی کی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف وہی ستم رسیدہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ظالموں اور غاصبوں کو اس سے مزید جرأت پیدا ہوتی ہے۔ اور کسی دوسرے مقام کے مسلمان نشانہ ستم بنانے کے لئے منتخب کر لئے جاتے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا اور بے حد کمزور بنایا جا رہا ہے۔ اگر مسلمان ایسی ستم شعاریوں کے خلاف متحدہ کوشش کریں۔ اور ایک علاقہ کے مسلمانوں کی تکلیف کو سارے مسلمانوں کی تکلیف سمجھیں اور اس کے انسداد کی پوری پوری کوشش کریں۔ تو بہت جلد ستم شعاروں کی ستم شعاریاں رک سکتی۔ اور مسلمان امن وامان اور عزت و آبرو کی زندگی بسر کر سکتے ہیں ؛

ہم امید کرتے ہیں۔ مذبح قادیان کے انہدام کے حادثہ پر مسلمانوں نے اتفاق و اتحاد کے جس جذبہ کا ثبوت پیش کیا ہے اسے اور زیادہ وسعت دی جائے گی۔ اور ہر ایسے موقعہ پر جبکہ مسلمانوں کے کسی متحدہ معاملہ کا سوال درپیش ہو۔ وہ اپنے پورے اتحاد کا ثبوت دیا کریں گے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق بخشے۔ اور اپنے فضل سے اس کے بہترین نتائج پیدا کرے ؛

فاضلکا کے مذبح کا افتتاح

کچھ عرصہ سے فاضلکا کے مذبح کے خلاف بھی آریہ بہت شور مچا رہے تھے۔ اول تو انہوں نے مسلسل کئی دن تک ہڑتال کر کے دوکانیں بند رکھیں۔ اور اخبارات میں طرح طرح کی دھمکیاں دیتے رہے لیکن جب اس میں کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو کمشنر صاحب کے پاس اپیل کی۔ اس اپیل کا فیصلہ بھی ان کے خلاف ہوا۔ اور مسلمانوں کو مذبح کھولنے کی اجازت مل گئی۔ ہندوؤں نے مذبح کے خلاف وہاں بھی اسی قسم کے دلائل پیش کئے تھے جیسے قادیان کے مذبح کے خلاف انہوں نے دئیے ہیں۔ کہ قبل ازیں فاضلکا میں گائے ذبح کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس قصبہ میں اور ارد گرد ہندوؤں کی آبادی ہے۔ وغیرہ لیکن کمشنر صاحب نے ان میں سے کسی بات کو بھی قابل وقعت نہ سمجھا۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب کی اجازت کو بحال رکھتے ہوئے اپنے فیصلہ میں صاف طور پر لکھا کہ فاضلکا کو مسلمانوں [illegible]

ہے کہ اسے اپنے اس حق سے کسی صورت میں بھی محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ ہاں اس اپیل کی سماعت کے وقت جہاں ہندوؤں کو قابل وکلاء کے ذریعہ اپنے عذرات پیش کرنے کی سہولت بہم پہنچائی گئی تھی۔ وہاں مسلمانوں کو بھی جواب دہی کے لئے پورا موقعہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کی طرف سے جناب چودھری ظفراللہ خاں صاحب پیش ہوئے اور اس عمدگی اور خوبی کے ساتھ انہوں نے معاملہ کو پیش کیا تھا کہ اپیل خارج ہو گئی اور اب اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ۱۲ اگست کو پولیس کی ایک کافی جمعیت کی موجودگی میں مذبح کا باقاعدہ افتتاح ہو گیا۔ اس طرح یہ بات ایک دفعہ اور پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ گائے ذبح کر کے اس کا گوشت استعمال کرنا مسلمانوں کا ایسا حق ہے جو کسی صورت میں زائل نہیں کیا جا سکتا۔

ہندو گھٹ رہے ہیں

آریہ اپنے دھرم کے احکام کو پس پشت ڈالکر بیواؤں کی شادی پر بہت زور دے رہے ہیں۔ جگہ جگہ ودوا وواہ سوسائٹیاں قائم کر رکھی ہیں مختلف طریق سے ودوا ہوں کے حلئے۔ ان کے نقش و نگار۔ ان کے رنگ و روپ کے متعلق اعلان کر کے انکی شادیوں کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ تا ہندوؤں کی آبادی بڑھے۔ انکی تعداد زیادہ ہو۔ اور وہ دوسری اقوام کے مقابلہ میں بہت بڑی قوم بنجائیں لیکن معلوم ہوتا ہے۔ باوجود اس جدوجہد کے وہ کامیابی کیطرف نہیں بلکہ ناکامی کیطرف جا رہے ہیں۔ چنانچہ ملاپ (۲۸ اگست) لکھتا ہے:۔

"ہماری تعداد دن بدن گھٹ رہی ہے پچھلے چالیس درش کے عرصہ میں ہم تقریباً دس فیصدی ہندوستان میں کم ہو گئے ہیں۔ اور اگر ہمارا یہی حال رہا۔ تو دو ہزار برس کے عرصہ میں ہمارا خاتمہ بالخیر ہو جائے گا"۔

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ منشائے ایزدی اپنا کام کر رہی ہے کاش مسلمان بھی اس پہلو سے دلچسپی لیں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے جس جدوجہد کی ضرورت ہے وہ شروع کر دیں۔ اگر مسلمان ادھر متوجہ ہوں تو وہ زمانہ جس کے دو ہزار سال بعد آنے کا آریہ اندازہ لگا رہے ہیں بہت جلد آ سکتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ ہم میں سے بھی کئی اس خوشکن زمانہ کو دیکھ لیں۔ ورنہ ہماری آئندہ نسل ضرور دیکھ سکتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

ہماری جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کی اہمیت کا کسی قدر اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آریوں کی سی کینہ ور قوم کو بھی ان کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ پرکاش (۱۱ اگست) لکھتا ہے:۔

"قادیانیوں کی اولوالعزمی دیکھئے کہ وہ تبلیغ کے ہر ممکن ذریعہ سے فائدہ اٹھانے کی ترکیب نکال لیتے ہیں۔ چنانچہ کلکتہ میں ایک مولوی عبدالقادر ایم اے نے براڈکاسٹنگ کے ذریعہ مرزا غلام احمد کی نبوت کی خبر وہاں بیٹھے بیٹھے ساری دنیا میں پہنچائی۔ اسی طرح سیلون میں اس مقصد کے لئے ایک احمدی نے اس آلہ کا استعمال کیا ہے کیا

آریہ سماج کے مشنری ایسے سادھنوں سے لابھ اٹھانے کا یتن نہیں کر سکتے۔ کر سکتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ انہیں ایسی باتیں سوجھنے کا شوق نہیں"۔

آریوں کو شوق تو بہت ہے۔ ان کے پاس سامان بھی بہت زیادہ ہیں۔ مگر بات یہ ہے۔ ان کے پاس دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے کوئی صداقت نہیں۔ کیا آریہ سوامی دیانند کی شخصیت کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ جو انسانی زندگی کے کسی شعبہ میں بھی نمونہ نہیں بن سکے یا پھر کیا ان کے احکام کی حکمت دنیا پر ثابت کر سکتے ہیں جن میں سے بیسیوں کی خود آریہ علانیہ خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ آریہ دنیا کے سامنے اپنے مذہب میں سے کچھ پیش نہیں کر سکتے۔

آریوں کے خطرناک ارادے

جب گاندھی جی نے عدم تشدد کا اپدیش دینا شروع کیا۔ تو آریوں نے اسے ویدک دھرم کی فتح اور اپنے سوامی دیانند کی تعلیم کا اثر بتایا لیکن اب جبکہ گاندھی جی کا نظریہ بالکل ناکام ہو چکا ہے۔ وہی آریہ اس قسم کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہر موقعہ اور ہر محل پر عدم تشدد کام نہیں دے سکتا۔ اور چونکہ قلیل التعداد اور کمزور قوموں کے حقوق پر دست درازی کرنے اور گورنمنٹ کو تشدد کے ذریعہ مرعوب کرنے سے ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے وہ کسی ایسے راہنما کے متلاشی نظر آتے ہیں۔ جو انہیں تشدد کے لئے استعمال کر سکے۔ چنانچہ ملاپ (۲۸ اگست) لکھتا ہے:۔

"نہ اکیلا مہاتما گاندھی راہنمائی کر سکتا ہے۔ اور نہ اکیلا پنڈت نہرو۔ ہاں ان دونوں کا مکسچر اگر کسی طریقہ سے ہو سکے۔ تو شاید کام چل نکلے۔ یہاں تو ایسا راہنما چاہیئے۔ جو وقت پر اہنسا سے کام لے۔ اور وقت پر ہنسا (تشدد) سے وقت پر بنسری سے اور وقت پر سدرشن چکر (آلہ جنگ) سے وقت پر گیتا کی تیغ سے اور وقت پر خالص دھرم اپدیش سے۔ نہ خالی ہنسا اور نہ خالی ستیہ کچھ بنا سکے گا نہ خالی جوش اور نہ خالی ہنسا کسی کام آسکے گی۔ جوش و ہوش دونوں ہی سے کامیابی ہو سکیگی۔ پانڈوؤں کی مشکل تو کرشن بھگوان نے آسان کر دی تھی لیکن ہندوستان کی مشکل کو اب کون حل کرے"۔

آریوں کی اس قسم کی خواہشیں اور ارادے خالی از خطرہ نہیں۔ وہ عدم تشدد کو چھوڑ کر اب تشدد سے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں یعنی، ہندوستان کی حکومت اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔ ادھر حکومت نے ان کے حوصلے بہت بڑھا دیئے ہیں۔ ایسی حالت میں قلیل التعداد اقوام بہت بڑی مشکل میں مبتلا ہو رہی ہیں۔ اور خاص کر مسلمان چکی کے پاٹوں میں پسے جا رہے ہیں۔ خدا ہی ہے جو اس نازک گھڑی میں ان کی مدد کرے۔

آدھرمیوں کا جائز مطالبہ

خدا تعالیٰ کی وہ مخلوق جو کروڑوں کی تعداد میں ہندوستان کی سرزمین پر آباد ہے۔ اور جسے ہندو "اچھوت" قرار دیکر دائرہ انسانیت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ اس میں بھی زندگی اور بیداری کی روح پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ ہندو سوسائٹی کے حد سے بڑھے ہوئے مظالم کے خلاف پُرزور آواز بلند کر رہی ہے۔ چنانچہ ۱۰ ستمبر کے "گورو گھنٹال" نے ان کی ایک آل پنجاب آدھرم کانفرنس کی جس میں صوبہ پنجاب کے تمام بڑے بڑے شہروں کے نمائندے شامل ہوئے قراردادیں شائع کی ہیں۔ جن میں ایک یہ ہے کہ

"یہ کانفرنس پنجاب گورنمنٹ سے بزور اپیل کرتی ہے۔ کہ آئندہ مردم شماری میں کسی آدھرمی کو ہندو نہ لکھا جائے ہمارا ہندوؤں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ لوگ ہمارا سایہ تک پڑنے سے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ ہم کو آدھرمی لکھا جائے۔ اور ہمیں ہماری تعداد کے مطابق جداگانہ حقوق دیئے جائیں"۔

ہندو جس نظر سے آدھرمیوں کو دیکھتے اور ان سے جو وحشیانہ سلوک کرتے ہیں وہ گورنمنٹ سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ ہندوؤں کا ایسا سلوک ہو ان کی تعداد سے ہندو فائدہ اٹھائیں۔ اور ان بیچاروں کو کوئی سیاسی حق دینا تو الگ رہا۔ اپنے پاس بھی نہ پھٹکنے دیں۔ یہ حد درجہ کی بے انصافی اب قائم نہیں رہنی چاہیئے۔ اور گورنمنٹ کو آئندہ مردم شماری میں ان تمام لوگوں کو جو ہندوؤں سے علیحدگی کا اعلان کریں۔ ہندوؤں میں شامل نہیں کرنا چاہیئے۔

مگر آدھرمیوں کو بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ ہندوؤں نے صدیوں سے ان پر جو زین ڈال رکھی ہے اسے آسانی سے اترنے نہ دینگے اور ہر جائز و ناجائز طریق سے اسے برقرار رکھنے کی کوشش کرینگے اس لئے صرف جلسوں میں ریزولیوشن پاس کر دینے۔ یا پرزور تقریریں کر لینے سے اس میں کامیابی نہ ہو گی۔ اس کے لئے سرگرم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ امید ہے آدھرمی لیڈر اس سے دریغ نہ کرینگے

ہندو اور گائے کی چربی

آریہ اخبارات میں لاہور کے ایک ہندو کے خلاف اس لئے اظہار غیظ و غضب کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے کارخانہ صابون سازی میں گائے کی چربی استعمال کرتا ہے۔ جسے "کئی شرفا نے بچشم خود دیکھا"۔

اگر گائے کا چمڑا ہندو استعمال کر سکتے ہیں۔ اسکی جوتیاں بنا کر پہن سکتے۔ اور جوتیوں کی بڑی بڑی دوکانیں نکال سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں۔ گائے کی چربی استعمال کرنا جرم ہو۔ لیکن جس طرح ہندو دھرم کا فلسفہ ناقابل فہم ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کی ذہنیت کا صحیح پتہ لگانا بھی ناممکن ہے۔ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جانیکے باوجود کہ ذبح شدہ گائے کا چمڑا بیماری سے مرنیوالی گائے کی نسبت بہت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی چرمی اشیاء اسی سے بنتی ہیں۔ ہندو نہ تو چمڑے کا کاروبار ترک کرتے اور نہ چمڑے کا استعمال چھوڑتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی گائے بیل کی چربی استعمال کرے تو اس کے پیچھے لٹھ لیکر پڑ جاتے ہیں۔ وجہ یہ کہ چربی کا استعمال جانی

کمشنر صاحب کے رویہ کے قبل از وقت آثار

مسلمان اپنا حق کسی صورت میں نہیں چھوڑ سکتے

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں لکھا جا چکا ہے۔ کمشنر صاحب نے مذبح قادیان کے متعلق ہندوؤں کی اپیل سننے کی تاریخ سے نہ تو مسلمانوں کو اطلاع دی۔ نہ جماعت احمدیہ کے ناظر صاحب امور خارجہ کے تار دل کے جواب میں تاریخ بتائی۔ اور نہ علاقہ کے معزز مسلمانوں کے وفد کو اپنے دلائل پیش کرنے کا موقعہ دیا۔ اگرچہ انہوں نے فیصلہ محفوظ رکھا لیکن ان امور سے آگاہ ہو کر یا دفتری کاروبار پر ہندوؤں کے حاوی ہونے کی وجہ سے ہندوؤں نے کسی طرح اپنی تسلی اور اطمینان کر کے نہ صرف یہ مشہور کرنا شروع کر دیا۔ کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا۔ بلکہ مختلف طریقوں سے مسلمانوں کی دل آزاری اور تکلیف دہی کے لئے اپنی برتری کا اظہار کرنے لگے۔ انہوں نے جشن منایا۔ مٹھائی تقسیم کی۔ حتیٰ کہ جلوس نکالا۔ اور طرح طرح سے مسلمانوں پر آوازے کسے۔ یہ تو مقامی ہندوؤں کی فتنہ انگیزی ہے۔ بیرونی آریہ اخبارات نے بھی مسلمانوں کے ساتھ تمسخر اور استہزا شروع کر دیا ہے۔

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ فیصلہ کے اعلان سے قبل آریوں کی اپنے حق میں فیصلہ بتانے کی وجہ سوائے اسکے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ انہیں کسی نہ کسی طرح کمشنر صاحب کی رائے کا اندازہ لگانے کا موقعہ مل گیا۔ اگر خدانخواستہ ان کا اندازہ درست نکلا۔ اور کمشنر صاحب نے کوئی ایسا قدم اٹھایا۔ جو ہمارے مسلمہ حق کو پامال کرنیوالا ہوا۔ تو ہمیں نہایت زور اور بلند آہنگی کے ساتھ اس کے خلاف جدوجہد کرنی پڑے گی۔ اور سارا مسلم پریس اس بارے میں ہمارے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ یہ مقامی امر نہیں۔ اور نہ صرف جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ یہ تمام ملک اور تمام مسلمانوں کا مشترکہ حق ہے۔ اور اگر گورنمنٹ کے ذرائع معلومات اسے صحیح اطلاعات بہم پہونچا رہے ہیں۔ تو وہ معلوم کر سکتی ہے۔ کہ تمام مسلمانوں نے قادیان میں ہندوؤں اور سکھوں کی چیرہ دستی کو کس شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اور اس کے خلاف کتنے زور کے ساتھ آواز اٹھائی ہے۔

پس ہم صاف صاف کہدینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر کمشنر صاحب نے سکھوں اور ہندوؤں کی قانون شکنی اور فتنہ انگیزی سے متاثر ہو کر مسلمانوں کو ان کے جائز حق سے محروم کرنا چاہا۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا۔ کہ حکومت قانون شکنی کو خود دعوت دیتی۔ اور جو لوگ اس کے مرتکب ہوں۔ ان کے مقابلہ میں پابند قانون لوگوں کے جائز حقوق کی کوئی پروا نہیں کرتی۔ ظاہر ہے کہ یہ خیال کسی صورت میں بھی نہ ملک اور نہ خود گورنمنٹ کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

ابھی حال میں ہی فاضلکا میں مذبح کا افتتاح ہوا ہے۔ اس کی اپیل بھی کمشنر صاحب کے پاس گئی تھی۔ مگر انہوں نے فاضلکا میں مسلمانوں کی کافی آبادی ہونے کی وجہ سے اسے رد کر دیا۔ قادیان میں فاضلکا کی نسبت غیر مسلموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی بہت زیادہ آبادی ہے۔ اور غیر مسلم بہت قلیل ہیں۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ مسلمانوں کے حقوق کی پروا نہ کی جائے۔ اور ان کے وجوہات سنے بغیر جو کچھ سامنے آئے۔ فیصلہ کر دیا جائے۔

اشارات

وہی آریہ جنہوں نے دیہاتی جاہل سکھوں کو اشتعال دلا کر قانون شکنی کا مجرم بنایا۔ اب احمدیوں کو اس لئے بزدلی کا طعنہ دے رہے ہیں۔ کہ انہدام مذبح کے وقت سکھوں کا انہوں نے منہ کیوں نہ توڑا۔ اگر پولیس کا انچارج افسر مذبح کی حفاظت کا خود ذمہ دار بن کر مقامی اصحاب کی امداد سے اپنے آپ کو مستغنی نہ سمجھ لیتا۔ اور انہیں موقعہ سے چلے جانے کے لئے نہ کہدیتا تو کسی کی مجال نہ تھی کہ مذبح کی دیوار کو ہاتھ بھی لگا سکتا۔ اب جو کچھ ہوا۔ پولیس کی بے احتیاطی سے ہوا۔ مگر سوال یہ ہے۔ آریوں نے شجاعت اور بہادری کے کونسے جوہر دکھائے۔ جن پر اترا رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ آریوں کی خواہش یہ تھی۔ کہ سکھ نہ صرف قانون شکنی کے مرتکب ہو کر مواخذہ کے نیچے آتے۔ بلکہ خود حفاظتی کے حقوق سے فائدہ اٹھانے والے ہاتھوں کا بھی مزا چکھتے۔ اور آریہ بالفاظ "پرکاش" (۸ اگست) "گاؤں کو آگ لگی۔ کتا اروڑی پر" کے مصداق بن کر اونچی نیچی آوازیں نکالتے رہتے۔ اگرچہ آریوں نے اب بھی ایک حد تک ایسا موقعہ بہم پہونچا لیا ہے۔ مگر اسے اپنے جذبات سفلی کی تسکین کے لئے کافی نہیں سمجھ رہے اور احمدیوں کے احساسات غیرت و حمیت کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

آریوں نے اپنی شجاعت اور بہادری کا حال ہی میں ایک موقعہ پر بہت بڑا ثبوت پیش کیا ہے۔ چونکہ یہ گورداسپور کے ضلع کا ہی واقعہ ہے۔ اس لئے اسے خاص طور پر پیش کیا جاتا ہے:۔

اخبار "پرکاش" (یکم ستمبر) کا بیان ہے:۔

"موضع باہمنی متصل بہرام پور ضلع گورداسپور کے راجپوتوں نے ایک جلسہ کر کے وہاں کے آریوں کو بلا بھیجا۔ اور انہیں کہا۔ کہ اپنے یگیوپویت فوراً اتار دو۔ ان آریوں نے کہا۔ کہ ہم کسی صورت میں نہیں اتار سکتے۔ کیونکہ ہمیں یہ یگیوپویت آریہ سماج نے دئے ہیں۔ اس پر راجپوتوں نے زبردستی یگیوپویت اتار دئے۔ اور انہیں زدوکوب بھی کیا۔ یہ آریہ بیچارے خوف کے مارے آریہ سماج بہرام پور کے پاس آئے مگر وہاں بھی انہیں کوئی امداد حاصل نہ ہوئی۔ اس سے علاقہ کے آریوں میں سخت جوش اور ناراضگی پھیلی ہوئی ہے"

ہم اس واقعہ کی صحت کی ذمہ داری "پرکاش" پر چھوڑتے ہوئے صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں۔ آریہ سورماؤں نے کیوں اتنی آسانی اور سہولت کے ساتھ اپنے "یگیوپویت" راجپوتوں کو اتار دئے۔ اور کیوں سر نیچے کئے مار کھاتے رہے۔ پھر آریہ بیچارے خوف کے مارے کیوں سر پر پاؤں رکھ کر ایسے بھاگے۔ کہ بہرام پور آ ٹھیرے۔ اگر کہا جائے۔ یہ تازہ بتازہ اور نو بنو آریہ تھے۔ اس لئے ابھی تک "آرین شکتی" اچھی طرح ان میں نہ رچی تھی۔ تو "آریہ سماج بہرام پور" کے "سبھاسد" تو "جنم کے آریہ" تھے۔ انہوں نے کیوں ان کی امداد نہ کی۔ اور راجپوتوں کو چھٹی کا دودھ نہ یاد دلا دیا۔ ان کی "شکتی" اور "بل" کہاں چلا گیا تھا۔ کیا "یگیوپویت" کی آریوں کی نظر میں یہی وقعت ہے۔ کہ راجپوتوں نے انہیں زبردستی توڑ کر پاؤں میں مسل ڈالا۔ مگر "آریہ ویر" ٹس سے مس نہ ہوئے۔ کیا یہ ویسے ہی یگیوپویت نہیں۔ جن کے توڑنے کا الزام اورنگ زیب عالمگیر پر لگا کر آج تک رونا رویا جا رہا ہے۔ پھر کیوں ان کی حفاظت نہ کی گئی۔ اور کیوں جھابیر دل رفتہ نہیں کئے گئے۔

معلوم نہیں۔ "پرکاش" کی اپنے ان الفاظ سے کیا مراد ہے۔ کہ:۔ "اس سے علاقہ کے آریوں میں سخت جوش اور ناراضگی پھیلی ہوئی ہے" کس سے؟ آیا اس سے کہ آریوں نے کیوں یگیوپویت اترنے دئے۔ یا اس سے کہ انہوں نے کیوں چپ چاپ مار کھائی۔ یا اس سے کہ وہ کیوں خوف کے مارے بہرام پور بھاگ آئے۔ یا اس سے کہ آریہ سماج بہرام پور نے کیوں ان کی مدد نہ کی۔ اگر "سخت جوش اور ناراضگی" انہی میں سے کسی وجہ سے ہے۔ تو قطعاً ناجائز اور ناروا ہے۔ جن بے چاروں پر گذری۔ انہوں نے جو کچھ کیا۔ آرین روایات کے عین مطابق کیا۔ اور ہم خوبی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ جو مہاشے ان کے متعلق "سخت جوش اور ناراضگی" کا اظہار کر رہے ہیں۔ اگر وہ خود ان کی جگہ ہوتے۔ تو وہ بھی یہی کرتے۔

ہاں اگر یہ جوش اور ناراضگی ان راجپوتوں کے خلاف ہے۔ جنہوں نے "زبردستی یگیوپویت اتار دئے"! اور اسی پر بس نہ کی۔ بلکہ آریوں کو زدوکوب بھی کیا" تو یہ وہی "مشت" ہے۔ جو ہمیشہ آریوں کو "بعد از جنگ" اپنے گھروں میں آرام و اطمینان سے بیٹھ کر یاد آیا کرتی ہے۔ اور جو "بر کلہ خود باید زد" کا ہی کام دے سکتی ہے۔

آریہ حصول مطلب کے لئے تو ہر ایک کے آگے ناک رگڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور سکھوں کو تو ہندو دھرم اور ہندوؤں کے رکھشک کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ لیکن کام نکل جانے کے بعد آنکھیں دکھانے اور ہر طرح دکھ دینے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ "پرکاش" (یکم ستمبر) کا بیان ہے:۔ "علاقہ راولپنڈی میں اکالیوں اور برہمنوں کے درمیان جو کشیدگی پیدا ہو چکی ہے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہے۔ کہ برہمن سبھا نے ان برہمنوں کو جو کیس دھاری ہیں۔ ہدایت کی ہے۔ کہ وہ اپنے لڑکوں کے کیس کٹوا دیں ورنہ ان کے ناطے چھوڑ دادئے جائیں گے"

برہمن سبھا کو یہ پٹی یقیناً آریوں کی پڑھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ سکھوں کے کیسوں سے آریوں کو خاص چڑ ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں ملاپ نے نہایت رنجیدہ الفاظ میں ان کا ذکر کیا تھا۔ سکھوں کو آریوں کے اندر ونہ سبھا گر... [illegible]

بہاء اللہ نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا

حال میں مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری نے جو بہائیت سے بہت حد تک متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ٹریکٹ "قادیانی اور بابی" کے نام سے شایع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ "بہاء اللہ کا دعوے نبوت کا تھا۔" اس لئے مناسب معلوم ہوا۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے ہم خیال دوسرے لوگوں کی غلط فہمی دُور کرنے کے لئے معتبر کُتب بہائیہ و رسالہ جات سے چند حوالے نقل کر دئے جائیں۔ تا کہ معلوم ہو۔ مولوی صاحب کس طرح دیدہ دانستہ مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں ؞

(۱) "نہ سید علی محمد باب کا دعوے نبوت کا تھا۔ نہ اہل بہاء ان کو یا حضرت بہاء اللہ کو نبی مانتے ہیں۔" (بہائی اخبار کوکب ہند جلد ۳ صفحہ ۱۱- ۱۷- اپریل ۱۹۲۷ء)

(۲) "جناب شیخ گمان فرمودہ اند۔ کہ شاید اِدعاء ایشاں ادعاء نبوت باشد۔ محض وہم و گمانِ خود جناب شیخ است۔" (کتاب الفرائد صفحہ ۲۷۵)

کہ شیخ صاحب کا یہ خیال کرنا۔ کہ بہاء اللہ نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا۔ یہ جناب شیخ صاحب کا محض وہم ہے۔ بہاء اللہ نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا ؞

(۳) "پس دریں مسئلہ کہ اکنوں فیما بین ما و شما محل اختلاف است کہ آیا ظہورِ موعود۔ ظہور نیابت و امامت و خلافت است۔ یا ظہور ربوبیت و شارعیت" (کتاب الفرائد صفحہ ۲۷۹) پس یہ مسئلہ جو ہمارے تمہارے درمیان محل نزاع ہے۔ کہ آیا بہاء اللہ کا ظہور۔ ظہور نبوت۔ امامت اور خلافت ہے یا ظہور ربوبیت ؞

(۴) "مقامِ او مقامِ نیابت و خلافت و امامت نیست۔ بل ظہور کلی الٰہی است" (الفرائد صفحہ ۲۸۲)۔ کہ بہاء اللہ کا دعوے اور مقام نبوت۔ خلافت اور امامت کا نہیں ہے۔ بلکہ پورے طور پر خدا کے ظہور (اوتار) ہونے کا دعوے ہے ؞

(۵) "ہر کس کہ با اہل بہاء معاشر و یا از کتب ایں طائفہ مطلع باشد، میداند کہ نہ در الواح مقدسہ اِدعاء نبوت وارد شدہ و نہ بر السنۂ اہل بہاء لفظِ نبی براں وجودِ اقدس اطلاق گشتہ" (الفرائد صفحہ ۲۷۵) کہ ہر ایک وہ شخص جو بہائیوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے۔ یا بہائیوں کی کتابوں سے واقف ہے اچھی طرح جانتا ہے کہ نہ بہاء اللہ نے کہیں اپنی کتابوں میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور نہ بہائیوں نے کبھی ان کو نبی کہا ؞

(۶) "ادعاء جمالِ اقدسِ ابہیٰ۔ اِدعاءِ ظہور موعود است نہ ادعاءِ نبوت" (الفرائد صفحہ ۲۷۵) بہاء اللہ کا دعوے ظہورِ موعود یعنی اوتار ہونے کا ہے نبوت کا دعوے نہیں ؞

(۷) چنانچہ بہائیت کا ایک بڑا مبلغ صاف لکھتا ہے:۔ "ہم حضرت بہاء اللہ کو رب دینوں کا موعود اور پرماتما کا اوتار جانتے ہیں۔" (کوکب ہند۔ ۲ ر اگست ۱۹۲۸ء بحوالہ اخبار اہلحدیث ۶- جولائی ۱۹۲۸ء)

(۸) "کلام الٰہی اور احادیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب نبوت اور رسالت کا دورہ نہیں ہے۔ بلکہ ربوبیت اور الوہیت کا دَور ہے۔"

(المیار الصحیح صفحہ ۷۶ مصنفہ سید مصطفےٰ رومی بہائی رنگون)

(۹) "... نبوت کو ختم ... اور حضرت بہاء اللہ کو نبی ... [illegible]

نہیں کہتے۔" (کوکب ہند جلد ششم نمبر ہفتم صفحہ ۳۶)

(۱۰) ایک مرتبہ کوکب ہند کے بہائی ایڈیٹر نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو ڈانٹ کر لکھا:۔

"اہلحدیث نے جناب بہاء اللہ کو نبی کیوں لکھا۔ جبکہ اہلِ بہاء ان کو نبی نہیں مانتے۔" بحوالہ اہلحدیث ۱۵- جون ۱۹۲۸ء نمبر ۳۲- جلد ۲۵

(۱۱) "اہل بہاء کا عقیدہ ہے کہ دورۂ نبوت ختم ہو گیا۔ اب مظہریت (اوتار) اور ولایت (ربوبیت) کا زمانہ ہے۔ جس کے مُدعی جناب بہاء اللہ ہیں۔ مناظرات الدینیہ صفحہ ۹۸" (اخبار اہلحدیث ۱۵- جون ۱۹۲۸ء)

(۱۲) حضرت بہاء اللہ کا دعوےٰ وہ دعویٰ ہے جو کسی صادق یا غیر صادق نے آجتک نہیں کیا۔ کسی صادق نے تو اس لئے نہیں کیا۔ کہ وہ سچائی اور بصیرت کے مقام پر یہ جانتے تھے۔ کہ اس مقام یکتا کا مالک صرف وہ موعودِ مطلق بہاء اللہ ہے۔ جس کے ظہور کو ظہور رب العالمین کہا گیا ہے۔" کوکب ہند صفحہ ۲۸- بحوالہ اہلحدیث ۱۵- جون ۱۹۲۸ء ؞

صاف بات ہے۔ کہ جب بہاء اللہ نے صادقوں کی طرح دعوے ہی نہیں کیا۔ تو اُس کی طرف نبوت کا دعوے منسوب کرنا ظلم اور افترا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ بہاء اللہ نے مسیح موعود یا مامور من اللہ ہونے کا بھی دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ مسیحیت اور ماموریت کا دعوے کرنے والے بہاء اللہ سے پہلے بہت سے صادق اور غیر صادق گذرے ہیں۔ لیکن "بہاء اللہ کا دعویٰ وُہ دعویٰ ہے۔ جو کسی صادق یا غیر صادق نے آجتک نہیں کیا۔"

(۱۳) "نہ تو آیۂ مبارکہ میں نبی کا لفظ ہے۔ نہ فرقان کے موعود کو نبی کہا گیا ہے۔ نہ اہلِ بہاء حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعظم کو نبی مانتے ہیں اور کوکب ہند میں بارہا اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے۔" (کوکب ہند ۲۴- جون ۱۹۲۸ء صفحہ ۳۰)

(۱۴) مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ "تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں ملک ایران میں ایک شخص پیدا ہوا جس نے بڑے بڑے دعوے کئے۔ (یعنی الوہیت اور ربوبیت کے) ہم تو یہی سمجھتے تھے۔ کہ کسی انسان کے لئے سب سے بڑا دعوے نبوت اور رسالت ہے۔ اس لئے ہم آج تک کہتے ہے کہ شیخ بہاء اللہ نبوت کے مدعی تھے۔ مگر آج اُن کی جماعت کے آرگن اخبار کوکب ہند نے ہمارے اس خیال کی بڑی سختی سے تردید کی۔"

(اہلحدیث۔ ۶ ر جولائی ۱۹۲۸ء)

اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب اسی پرچہ میں لکھتے ہیں۔ "بہت خوب ہمیں کیا ضرورت۔ کہ ہم ان کی نبوت پر اصرار کریں اور ہمارے نامہ نگار مولوی محمد حسین صاحب صابری کو کیا مطلب کہ وہ قادیانیوں کے حملے سے ان کی مدافعت کریں۔ کہ شیخ بہاء اللہ نے خدائی کا دعوے نہیں کیا تھا۔"

(۱۵) ایک مقتدر اور بلند پایہ بہائی کھلے لفظوں میں لکھتا ہے:۔

"بالوہیتِ حیّ لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم" (بہجۃ الصدور صفحہ ۳۶۷ مصنفہ مرزا حیدر علی بہائی) کہ ہم بہائی لوگ۔ جمال قدم بہاء اللہ کی الوہیت اور خدائی پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ اور اُس کو حی و قیوم و لازوال جانتے ہیں ؞

(۱۶) مرزا حیدر علی بہائی اصفہانی لکھتا ہے:۔

"حضرت بہاء اللہ آسمانے است۔ کہ از آفاقش شموس انبیاء و مرسلین اشراق نمودہ۔ مُرسلِ رُسل۔ و منزلِ کُتب۔ و ربُّ الارباب و سلطان مبدء و مآب است" (بہجۃ الصدور صفحہ ۳۹۹)

کہ بہاء اللہ وُہ آسمان ہے جس کے اُفق سے تمام انبیاء و مرسلین کا سُورج نمودار ہوا ہے۔ بہاء اللہ رسولوں کا بھیجنے والا۔ نبیوں کا مبعوث کرنے والا۔ اور کتابوں کا نازل کرنے والا ہے۔ بہاء اللہ ہی رب الارباب۔ یعنے سب کا رب ہے۔ اور بہاء اللہ ہی ابتداء اور انتہاء سب کا بادشاہ اور سلطان ہے ؞

اس عبارت میں مرزا حیدر علی بہائی نے جو بہائی فرقے کے بہت بڑے عالم اور بلند پایہ مبلغ ہیں۔ صاف لفظوں میں تمام بہائی فرقے کا یہ اعتقاد ظاہر کر دیا ہے۔ کہ بہاء اللہ نبی نہیں۔ بلکہ وہ نبیوں کا بھیجنے والا۔ اور کتابوں کا اُتارنے والا ہے جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا کہ بہاء اللہ کا یہی دعوے تھا۔ کہ وُہ خدا ہے۔ نبی اور رسول نہیں۔ کیونکہ رسولوں کو مبعوث کرنا اور کتابوں کا نازل کرنا صرف خداوند تعالےٰ ہی کا کام ہے ؞

کیا ان چند ایک حوالہ جات سے ظاہر نہیں۔ کہ بہاء اللہ نے نبوت کا نہیں بلکہ خدائی کا دعوے کیا۔ اور جو لوگ ان کی طرف نبوت کا دعوےٰ پیش کرتے ہیں۔ وہ صریح دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ پر پیش کرنا بھی محض شرارت اور فتنہ سازی ہے ؞

نظارت دعوۃ و تبلیغ کا اعلان

میں پہلے بھی کئی دفعہ اعلان کر چکا ہوں، کہ کوئی جماعت مرکز سے مشورہ لینے سے قبل کسی قسم کا مباحثہ۔ مناظرہ یا جلسہ نہ کیا کرے کیونکہ بعض اوقات مبلغین دوروں پر گئے ہوتے ہیں۔ اور اس وقت ضرورتمند جماعتوں کے لئے دفتر کسی قسم کا انتظام کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے جماعتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یا وُہ وعدہ یا وقت مقررہ پر انتظام نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوتی ہیں۔ مگر اس اعلان کی طرف جماعتوں نے توجہ نہیں کی۔ نہ معلوم دوست مشورہ سے کیوں گھبراتے ہیں۔ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام مشاورت کو لازمی سمجھتے تھے۔ اور اس وقت بھی ترقی کرنے والی قومیں اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں ؞

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں دوستوں کو پُر زور الفاظ میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جب بھی کسی جگہ ایسا مباحثہ۔ مناظرہ۔ یا جلسہ کرنا ہو جس میں مرکز سے کسی مبلغ کا آنا ضروری سمجھا جائے۔ اسوقت کم از کم ایک ماہ پیشتر مرکز کو اطلاع دیا کریں، تا کہ دفتر بھی ضروری انتظام کر سکے۔ اگر کوئی جماعت اس اعلان کے خلاف مبلغ کا مطالبہ کرے۔ تو دفتر پر ضروری نہ ہوگا۔ کہ انتظام کرے۔ ہاں اگر اتفاقاً کوئی مبلغ مرکز میں موجود ہو۔ تو بھیجدیا جائیگا۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قادیان میں سکھوں اور ہندوؤں کی قانون شکنی

کے خلاف

مسلم پریس کا متحدہ احتجاج

قادیان کا مذبح

اس معاملہ کے متعلق ہمارا ارادہ اور کچھ لکھنے کا نہ تھا لیکن بعض حلقوں سے اس کے متعلق غلط فہمی پھیلانے اور سکھ جاٹوں کو دوبارہ مشتعل کر کے حملہ کرانے کی جو کوشش کی گئی ہے اس نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ دوبارہ اس معاملہ کو زیر بحث لائیں۔ یہ کہنا اصل حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے کہ مذبح کا قیام صرف احمدیوں کی خواہش پر ہی معرض وجود میں آیا۔ اور دوسرے مسلمانوں نے اس میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ اس امر کا ثبوت کہ معاملہ اس طرح پر نہیں یہ ہے۔ کہ منہدم شدہ مذبح ایک غیر احمدی کی ملکیت میں تھا۔ اور قادیان کے ارد گرد کے مسلمانوں نے جو کہ احمدیہ اصول سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مذبح کے منہدم کئے جانے پر پُر زور ریزولیشن پاس کئے۔ جن میں مذبح کے انہدام پر اظہار ناراضی کیا گیا۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ مذبح کو دوبارہ تعمیر کرایا جائے +

پنجاب کے مشہور سکھ اخبار نے صاف اور صریح الفاظ میں یہ بیان کیا ہے کہ سکھ مذہب میں ہرگز ہرگز گائے کے احترام کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور نہ ان کا مذہبی فرض ہے کہ وہ اس جانور کی حفاظت یا اس کا احترام کریں + ایک اور سکھ مضمون نگار اس سے بھی آگے بڑھا ہے۔ اس نے صاف طور پر اپنے ہم مذہبوں کو تلقین کی ہے۔ کہ وہ گائے کے احترام کے اصول کو جو کہ انہیں اپنے ہندو باپ دادوں سے ورثہ میں ملا ہے۔ بالکل ترک کر دیں۔ دوسری طرف ہندو گاؤں بہ گاؤں پھر کر سکھوں کو ابھارتے اور انہیں یہ تلقین کر رہے ہیں۔ کہ اگر دوبارہ نئے مذبح کو منہدم کر دوگے تو گورنمنٹ کوئی تعرض تم سے نہیں کریگی۔ یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیئے۔ کہ مذبح کی نئی جگہ ایک احمدی کی ملکیت ہے۔ اور گو احمدیوں نے پہلی دفعہ مذبح کے انہدام پر پولیس کو کسی قسم کی مدد نہیں دی تھی لیکن اب یقین ہے کہ وہ اپنے ذاتی حقوق اور ملکیت کی حفاظت کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرینگے۔ جنم اشٹمی سری کرشن جی مہاراج کی جو کہ گائیوں کے رکھوالے تھے۔ کا جنم دن ہے۔ آیندہ بدھوار کو آرہا ہے۔ اس لئے بہت ممکن ہے۔ کہ کٹر ہندو ناسمجھ سکھوں کو فساد پر آمادہ کر دیں +

ہمیں امید ہے حکام اس معاملہ اور حالات سے اچھی طرح آگاہ ہونگے۔ اور وہ اس بہت بڑے فساد کو روکنے کی ہر ممکن سعی کرینگے۔ جو احمدیوں و مسلمان دیہاتیوں کا ایک طرف اور سکھوں و ہندوؤں کا دوسری طرف ہو کر برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی سوال ہے۔ کہ کیا گورنمنٹ کے افسروں کے علاوہ یہ دوسرے قومی لیڈروں کا فرض نہیں ہے۔ کہ وہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیکر سمجھوتہ کی صورت پیدا کریں۔ پہلے قادیان میں نہ تو جھٹکہ کی دوکان تھی۔ اور نہ گائے کے گوشت کی۔ جب ہندو اور سکھوں کی معمولی سی اقلیت کی ضروریات کے لئے جھٹکہ کی اجازت ہو سکتی ہے تو کیا یہ صریح بے انصافی نہیں۔ کہ انہی حالات میں مسلمانوں کو ذبح بقر کے جائز حق سے محروم رکھا جائے +

قادیان میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں اور سکھوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ان کی سستا گوشت خریدنے کی خواہش کو پورا کیا جائے۔ یہ بات بھی اچھی طرح سے واضح شدہ ہے۔ کہ مسلمان جھٹکہ کو ویسا ہی ناپسند کرتے ہیں جیسا کہ سکھ اور ہندو ذبح بقر کو۔ پھر ایسی حالت میں جب مسلمان اپنے ہمسایہ ہندوؤں اور سکھوں کے اس حق سے تعرض نہیں کرتے۔ کیا یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ بھی ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی سے بے فائدہ پہلے بھی کئی مواقع پر سکھوں اور مسلمانوں کے جھگڑوں میں دخل دیکر سمجھوتہ کرانے کی درخواست کی گئی ہے اور اب پھر کی جارہی ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ اکالی لیکچرار کو مقرر کرے۔ جو تمام علاقہ میں دورہ کر کے اپنے ہم مذہب جاٹوں کو گائے کے احترام کے متعلق اپنی مذہبی تعلیم سے آگاہ کریں۔ دوسری طرف مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ وہ ہر قسم کے فساد سے اجتناب کریں۔ جیسا کہ وہ پہلے بھی کر چکے ہیں اور وہ ان حدود سے تجاوز نہ کریں جن سے اسلام اور قانون نے تجاوز کرنے سے منع کیا ہے۔ ہندوؤں کی ذمہ واری ان پر صاف ظاہر ہے۔ لیکن کیا وہ اپنے فرض کو سمجھیں گے اور اسے ادا کریں گے۔ (مسلم اوٹ لک۔ لاہور ۲۷ اگست)

قادیان میں بوچڑ خانہ کا انہدام

سینکڑوں مسلح سکھوں نے جن کا تعلق قرب و جوار کے دیہات سے ہے ۲۷ اگست کو قادیان کے مذبح پر حملہ کر کے اسے منہدم کر دیا۔ چونکہ پولیس محل واردات پر کافی تعداد میں موجود نہ تھی۔ اس لئے حملہ آوروں کا مقابلہ نہ کر سکی۔ قادیان اور نواح کے مسلمان مذبح کی حفاظت کیلئے اس لئے باہر نہ نکلے کہ شائد ان کی کارروائی کو خلاف قانون قرار دیا جائے اطلاع ملنے پر افسران علاقہ جہاں کہیں بھی وہ تھے فوراً موقعہ پر پہنچے تفتیش ہو رہی ہے اور گرفتاریاں عمل میں آرہی ہیں +

قادیان میں مسلمان نوّے فیصدی اور ہندو اور سکھ دس فیصدی آباد ہیں۔ قادیان میں پہلے کبھی جھٹکہ نہیں ہوا تھا۔ ہندوؤں اور سکھوں نے اپنی ضرورت کا احساس کر کے یا شرارت کی غرض سے جھٹکہ کی دوکان کھولی۔ اور وہ بھی برسر بازار عین مسلمانوں کی دوکانوں کے وسط میں۔ جھٹکہ بھی حدود شہر کے اندر شروع کیا۔ اور جھٹکئی گوشت بکنے کی دوکان بھی مسلمانوں کی دوکانوں کے درمیان رکھی ہندوؤں اور سکھوں کا یہ فعل مقامی مسلمانوں کے اشتعال کیلئے کافی تھا۔ مگر انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا +

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے ہندوؤں اور سکھوں پر ضرورت سے زیادہ عنایت و شفقت کی۔ کہ انکی جھٹکہ کی دوکان اندرون شہر اور عین مسلمانوں کے درمیان رہنے دی۔ مگر مسلمانوں کو جب ان کی درخواست گذری ہے تو ایک ہندو مجسٹریٹ کے مشورہ سے ان دس فیصدی ہندوؤں اور سکھوں کی خاطر مذبح کے لئے شہر سے دو میل باہر جگہ دی۔ اور دوکان بھی شہر کے بیرونی اور خالص اسلامی محلوں میں رکھنے کی اجازت دی۔ یہ جگہ جہاں مذبح بنایا گیا تھا۔ اس کے ارد گرد تین طرف میل ڈیڑھ میل صرف مسلمانوں کے کھیت ہیں۔ البتہ چوتھی سمت کے محض ایک کونے میں قریباً دو تین فرلانگ کے فاصلہ پر مسلمانوں اور سکھوں کے ملے جلے کھیت ہیں

قادیان کے بوچڑ خانہ اور جھٹکہ کی دوکان کے محل وقوع کو دیکھ کر ناظرین کرام بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ بوچڑ خانہ کی مسماری میں سکھوں اور ہندوؤں نے جو مشترک فتنہ انگیزی کی ہے۔ وہ جس حد تک المناک ہے اس سے کہیں زیادہ مسلمانوں کیلئے غور طلب ہے یہ انہدام جس جذبہ عناد کا پتہ دیتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں یہ ایک بوچڑ خانہ کا سوال نہیں بلکہ ذبح بقر کے مستقبل کا سوال ہے جن مفسد سکھوں نے از خود یا ہندوؤں کی انگیخت پر قادیان کے بوچڑ خانہ کو ڈھایا ہے۔ انہوں نے صرف بوچڑ خانہ ہی نہیں ڈھایا بلکہ مسلمانوں کے جذبات پر ایک ضرب لگائی ہے اور انہوں نے مسلمانان پنجاب کے حق ذبح بقر کو چیلنج کیا ہے۔ وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان کس پانی میں ہیں +

باوجودیکہ "سکھ دھرم کا کوئی اصول گائے کی عزت اور حفاظت کا نہیں ہے" لیکن پھر بھی سکھ کہتے ہیں کہ وہ قادیان کے بوچڑ خانہ کو مٹانے کے لئے گورو کے باغ کا منظر پیدا کر دینگے۔ سکھوں نے اب تک اگرچہ چھاؤنی کے بوچڑ خانہ کو ڈھانے کی جرأت نہیں کی تو نہ سہی مگر ہر سول علاقہ کے بوچڑ خانہ کو مٹانے کے لئے وہ گورو کے باغ کا منظر بنا سکتے ہیں اس لئے کہ بائیس کروڑ ہندو ان کی پشت پر ہیں اور خود مسلمانوں میں انشقاق ہے +

مسلمانوں کے حقوق مٹانے کی کوششیں ہر لحظہ وسعت اختیار کر رہی ہیں۔ جس فتنہ عظیم نے قادیان سے سر اُٹھایا ہے معلوم نہیں

کیا صورت اختیار کرے۔ اور اس کے اثرات کتنی دور تک پھیلیں کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ مسلمان بیدار ہوں اپنے گرد و پیش کو دیکھیں اور سوچیں کہ ہمسایہ قومیں ان کے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہیں اگر ان بدسلوکیوں کی روک تھام نہ ہوئی۔ اور مسلمانوں نے ہندوستان میں باعزت زندگی بسر کرنے کے لئے اپنے آپ کو منظم اور اپنی آواز کو مؤثر نہ بنایا تو کیا حشر ہوگا ؟

ہندوستان کا جو دستور اساسی مرتب ہوا ہے۔ اسکی ایک شق یہ بھی ہے کہ کسی ایک قوم یا مختلف اقوام کو اپنی کسی ہمسایہ قوم کی مذہبی اجازات سے تعرض کا حق نہ ہوگا ہمسایہ اقوام کے مذہبی حقوق کی حفاظت و نگہداشت کیا اسی کو کہتے ہیں۔ جو قادیان کے بوچڑ خانہ کی مسماری کی صورت میں ہمیں اور دنیا کو دکھائی گئی ہے۔ اگر یہ اصولاً غلط ہوا ہے تو نہرو رپورٹ کے مصنفین کو چاہیئے تھا کہ سکھوں کے اس فعل قبیح کی مذمت کرتے ہندو اخبارات جو سکھوں کی اس فتنہ انگیزی میں ان کی تائید کر رہے ہیں۔ ان کو اس سے باز رکھتے مسلمانوں کی دلجوئی کرتے۔ منہدم بوچڑ خانہ کو فتنہ انگیزوں کے روپے سے از سر نو تعمیر کر لیتے۔ اور مجرمین کو انکے کیفر کردار تک پہنچاتے ؟

کانگرسی اور غیر کانگرسی جو یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کی تمام اقوام متحد ہو جائیں۔ انکی آپس میں پھوٹ نہ رہے۔ نہ ایک دوسرے سے گلہ و شکوہ۔ کیا وہ محض اتحاد کی آواز بلند کرنے کیلئے ہیں ؟ ادھر بمبئی میں مسلمانوں کو ساتھ ملانے کی کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ اُدھر پنجاب میں مسلمانوں کو ہندوؤں اور سکھوں سے پھاڑنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ عجیب طرفہ تماشہ ہے۔ ایک طرف شجر اتحاد کی آبیاری ہو رہی ہے۔ دوسری طرف اسکی قطع و برید جاری ہے ؟

جو مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مسلمان کانگرس سے علیحدہ نہ ہوں وہ ذرہ حقائق حاضرہ کو نگاہ تعمق سے دیکھیں اور سوچیں کہ بہ حیثیت مجموعی ہندوؤں اور سکھوں کا رویہ مسلمانوں کی نسبت کیا ہے۔ اور پھر ہمیں بتائیں کہ ہندوؤں اور سکھوں سے اپنی ہستی تسلیم کرانے اور اپنے حقوق منوانے سے قبل ملنا اچھا ہے یا بعد میں ہماری رائے تو یہ ہے کہ سمجھوتہ کئے بغیر کانگرس میں شرکت مسلمانوں کی خودکشی کے مرادف ہے مسلمانوں کا اب فرض ہونا چاہیئے کہ اگر ہندوؤں اور سکھوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ انہیں ہر دائرہ زندگی میں پامال کر کے چھوڑینگے تو انہیں بھی یہ تہیہ کر لینا چاہیئے۔ کہ ان سے اپنے جائز حقوق منوائے بغیر دم نہ لینگے ؟ (دوکیل امرتسر ۲۸ اگست ۱۹۲۹ء)

قادیان کے مذبح پر سکھوں کا حملہ

ضلع گورداسپور میں قادیان اس لحاظ سے خاص شہرت رکھتا ہے کہ یہ مقام قادیانی جماعت کے "نبی" کا مسکن ہے ہمیں جہاں تک معلوم ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہاں مسلمانوں کی آبادی بھی کافی ہے اور اسی وجہ سے یہاں ایک مذبح خانہ قائم کر دیا گیا تھا۔ گورنمنٹ کا یہ فعل سکھوں کو ناگوار گذرا۔ اور باوجودیکہ کانگرس بھی اس اہم مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ذبیحہ گاؤ جاری رہے البتہ اس نے مسلمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ اس کو سر راہ نہ کریں اور نہ گوشت کی نمائش کی جائے۔ کانگرس کا یہ مطالبہ مسلمانوں نے بسر و چشم منظور کیا۔ اور انہوں نے اپنی طرف سے ہر موقعہ پر برادران وطن کو کوئی شکایت کا موقعہ نہیں دیا ؟

ہندوستان میں ہر جگہ بجز ان مقامات کے جہاں مسلمانوں کے عہد حکومت سے ذبیحہ کی ممانعت چلی آتی ہے۔ مذبح خانہ ہیں مگر کہیں ایسا نہیں ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے اس کے ڈھا دینے کی کوشش کی ہو برخلاف اس کے معاصر پرتاپ کا نامہ نگار خصوصی اطلاع دیتا ہے کہ :۔

"کئی ہزار ہندوؤں اور مسلح سکھوں نے قادیان کے مذبح خانہ پر حملہ کر کے اس کو مسمار کر دیا اور وہاں کی مرزائی جماعت نے جس کی کافی تعداد ہے کوئی مدافعت نہیں کی۔ چنانچہ معاصر "الفضل" قادیان لکھتا ہے کہ :۔

"قادیان اور مضافات قادیان کے مسلمانوں نے اس عمارت کے تحفظ کی زحمت کو گوارا نہ کیا۔ وہ اس وہم میں مبتلا ہو گئے تھے کہ کہیں بوچڑ خانہ کی حفاظت ناجائز مزاحمت قرار نہ دی جائے اور جب سخت اضطراب کے عالم میں سب انسپکٹر پولیس نے ان سے مدد مانگی تو وہ مقابلہ کے لئے آمادہ بھی ہو گئے لیکن جتنے عرصہ میں وہ تیار ہوئے اتنے عرصہ میں سکھ اپنا کام ختم کر کے گھروں کو واپس چلے گئے ؟

ہمارے نزدیک ایسے وقت میں جبکہ مسلمانوں کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ تمام جھگڑے اور فسادات سے دور رہیں مسلمانانِ قادیان کا یہ فعل کہ انہوں نے مشتعل ہو کر سکھوں سے کوئی مزاحمت اور فساد نہیں کیا۔ نہایت دانشمندی پر مبنی ہے مگر اخبار زمیندار کو جو سب سے زیادہ ہندو مسلم اتحاد کا حامی ہے یہ پسند نہیں آیا اور اس نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسلمانوں کی خاموشی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وہ وفاداری کی تعلیم ہے جو انہوں نے ہمیشہ اپنے معتقدین کو دی اور انہیں یہ سمجھایا کہ سفید آقاؤں کے آستانہ جبروت پر جبیں سائی کرتے رہو۔ ہمارے خیال میں زمیندار کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو پورے جوش و خروش کے ساتھ سکھوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے تھا۔ تاکہ خوب کشت و خون ہوتا اور طرفین کے آدمی زخمی ہوتے مقدمات چلتے اور جیلخانہ بھرتا ؟

ہندوستان میں مسلمانوں کو رہنا ہے اور یہیں زندگی بسر کرنا ہے اگر ہندو یا سکھ کوئی مظاہرہ گورنمنٹ کے خلاف کرتے ہیں تو یہ ان کا ذاتی فعل ہے مسلمانوں کو ہرگز بیچ میں پڑ کر کسی فساد کو ہندو مسلم فساد نہیں بنانا چاہیئے اور جبکہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی کم ہے ان کے پاس دولت کی کمی ہے تو ان کی سلامتی محض اسی میں ہے کہ اگر ہندوؤں کی طرف سے براہ راست ان کے مذہبی مراسم میں بھی مداخلت ہو تو وہ ہرگز ہرگز ہندوؤں کی طرح قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر مقابلہ میں نہ آئیں یہ فرض حکومت کا ہے کہ اگر اقلیت کے حقوق عامہ میں اکثریت مداخلت کرتی ہے تو وہ اس کی مدافعت کرے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو اکثریت کو تمام تر ایسے فسادات براہ راست گورنمنٹ سے کرنے پڑیں گے۔ یا وہ اپنے کو اس مقابلہ کے ناقابل سمجھ کر فسادات کرنا ترک کر دے گی۔ اور اگر مسلمان اس اصول پر کاربند ہو گئے تو کچھ عرصہ کے تلخ تجربات برداشت کرنے کے بعد اکثریت خود اقلیت سے متحد و متفق ہو جائے گی ؟ (دمونس اٹاوہ ۲۱ اگست)

قادیان کے بوچڑ خانہ پر سکھوں کا حملہ

ہندوستان کے ریفارمر اور ہمدردوں کو تکلیف ہے۔ کہ ہندوستان جنت نشان کیوں ایسا ذلیل ہے ؟ باوجود اتنی وسعت اور زرخیزی کے دنیا کے متمدن ممالک میں شمار نہیں اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے مخالف رہتا ہے ؟

غضب ہے کہ ایک فریق دوسرے کی غذا میں بھی تصرف کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ ملک بھی کبھی ترقی کر سکتا ہے جس میں ایک باشندہ دوسرے باشندہ کو اسکی مرغوب غذا سے بجبر روکے۔ آہ ! یہ لوگ اسلام پر الزام لگایا کرتے ہیں کہ اس میں ایمان بالجبر کی تعلیم ہے بحالیکہ آج اس روشنی کے زمانے میں ہم ہندو ریاستوں میں دیکھتے ہیں کہ گائے تو گئو ماتا ہے۔ ہر مہینہ میں دو روز بکری کا گوشت بکنے کی بھی اجازت نہیں۔ کیا یہ مسلم۔ سکھ عیسائی اور یہودی وغیرہ گوشت خور رعایا پر جبر نہیں ہے۔ اسی قسم کا یہ بھی جبر ہے کہ مسلمان اپنی حلال غذا (لحم البقر) کے لئے اتنے تنگ کئے گئے ہیں۔ کہ بعد مدت بوچڑ خانہ کے لئے اجازت ہوتی ہے ؟

اول تو ہم گورنمنٹ کی اس تنگدلی پر اظہار افسوس کرتے ہیں کہ کیوں مسلمانوں عیسائیوں وغیرہ گوشت خور اقوام کو ناحق تنگ کیا جاتا ہے کہ بیچارے بصد منت و الحاح اپنی حلال غذا مہیا کرنے کے لئے گورنمنٹ سے استدعا کریں۔ بصد منت کہیں جا کر ان کو اپنی حلال غذا قیمت دیکر حاصل ہو ؟

قادیان اور اس کے اردگرد کے گوشت خوروں کو بمشکل اجازت حاصل ہوئی کہ وہ اپنی غذا (لحم البقر) مہیا کر لیا کریں اس کے لئے محفوظ مکان بوچڑ خانہ بنایا گیا تو یار لوگوں نے یہ سمجھ سکھوں کو ابھارا کہ ہیں ؟ یہ کیا کہ ہمارے قریب میں بوچڑ خانہ ؟ سکھوں نے (دوپہر کے وقت) حملہ کر کے بوچڑ خانہ کو ایسا گرایا کہ کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ (گویا بنا ہی نہ تھا) پولیس کو خبر ہوئی۔ قادیان سے گوشت خور لوگ پہنچے مگر پولیس نے بڑی حکمت عملی سے دونوں فریقوں میں حائل ہو کر ایک کو دوسرے سے الگ رکھا۔ اور بوچڑ خانہ گرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ جب گر چکا اور سکھ اپنا کام کر چکے تو اب پولیس کی باری آئی اور گرفتاریاں شروع ہوئیں ؟

شاباش ہے تعصب کو کہ آریہ اور ہندو اخبار سکھوں کے اس فعل قبیح کو فعل حسن بنانے کی کوشش میں ہیں۔ شاید اس لئے کہ دراصل انہی کی تحریک ہوگی ؟

ہم ان اخبار نویسوں سے صرف اتنا سوال کرتے ہیں کہ جس ملک میں

مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانی کا ثبوت
اُن کے ساتھیوں کے حرکات سے

اخبارات میں یہ پڑھ کر حیرانی ہوئی۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ نہ میں نے اور نہ میرے ساتھیوں نے فتنہ مستریاں میں کبھی کوئی حصہ لیا۔ اور نہ ہی ماہ جون سنہ ۱۹۲۸-۲۹ء کے جلسوں کی کوئی مخالفت کی۔ یہ تو مولوی صاحب ممدوح کے اختیار میں ہے جسطرح چاہیں۔ بیان شائع کریں۔ لیکن ان کو خیال رہے۔ پبلک کا حافظہ اس قدر کمزور نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے سمجھا ہے۔ ہم تو مولوی صاحب ممدوح کے اس بیان کو اُن کی سادگی اور کسر نفسی پر محمول خیال کرتے ہیں۔

دیانتداری اور نیک نیتی سے اختلاف رائے رکھنا کوئی معیوب فعل نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے لاہوری گروہ میں من حیث القوم یہ بات نہیں پائی جاتی۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اس وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بدترین دشمن لاہوری فرقہ ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ جہاں جہاں ہماری جماعت پھیلی۔ اور ہمارے لوگ پہونچے۔ یہ لوگ بھی سایہ کی طرح ہمارے ساتھ گئے۔ اور جس قدر بھی بن سکا ہمارے برخلاف جھوٹا پروپاگنڈا کرنے میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کا وجود ہی ہمارے ساتھ دشمنی کرنے کی بنار پر قائم ہے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ اس فرقہ میں کئی لوگ ایسے بھی موجود ہیں۔ جو سعید فطرت رکھتے ہیں۔ اور ان کے سینے ناجائز تعصب اور کدورت سے خالی ہیں۔ وہ نیش زنی اور داہنت کرنے سے بکلی پرہیز کرتے ہیں ایسے اصحاب کو چھوڑ کر باقی لوگوں کی عام حالت یہ ہے۔ کہ وہ ہماری مخالفت کرنے میں آتش فشاں پہاڑ پائے جاتے ہیں۔ جن کے اندر سے حسد و بغض کا آتشیں مادہ پھوٹ پھوٹ کر نکلتا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کی تحریر و تقریر کے الفاظ پر غور کریں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ وہ الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ زہر میں بجھے ہوئے تیر ہیں۔

آریہ سماج۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ اخبار زمیندار۔ گروہ مستریاں وغیرہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن ہیں۔ لیکن بیسیوں مثالیں ایسی موجود ہیں۔ کہ لاہوری فرقہ کے لوگ اور اخبار محض ہمیں بدنام کرنے اور ایذا رسانی کی خاطر ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے اور ایک ہو جاتے ہیں مرزا مظفر بیگ صاحب مشنری اس گروہ کے ایک رکن شمار کئے جاتے ہیں۔ وہ دو تین سال تک علی پور میں اپنی انجمن کی طرف سے کام کرتے رہے ہیں۔ ان کی یہ عام عادت تھی۔ جو طبیعت ثانی بن چکی تھی۔ کہ اپنی پرائیویٹ ملاقاتوں اور گفتگوؤں میں اکثر اوقات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی شان اقدس میں رکیک سے رکیک حملے کیا کرتے تھے۔ ماہ جون سنہ ۱۹۲۸ء میں وہ یہاں موجود تھے۔ ہم نے ۱۷ جون سنہ ۲۸ء کے جلسے کرنے کا ارادہ کیا۔ اور بہت سے ہندو مسلم معززین سے ملاقاتیں بھی کر چکے تھے۔ کہ تاریخ جلسہ سے کئی روز پہلے فتنہ مستریاں کے بڑے بڑے مطبوعہ اشتہارات و پوسٹرز تقسیم کرنے کے علاوہ بڑے ذوق و شوق سے گلی بازار میں چسپاں کئے گئے۔ اور مطبوعہ ٹریکٹ بھی خاص خاص لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔ جس میں ۱۷ جون سنہ ۲۸ء کے جلسے میں لوگوں کو عدم شمولیت کی تلقین و ترغیب کی گئی۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے برخلاف نفرت اور غلط فہمی پھیلائی گئی۔ ایک ٹریکٹ میرے پاس بھی بھجوایا گیا۔ اس ٹریکٹ کے ٹائٹل پیج پر مرزا صاحب کے قلم سے کچھ عبارت تحریر تھی۔ لیکن اوپر سے قلمزن شدہ تھی۔ اور اس وجہ سے پڑھی نہیں جاتی تھی۔ دوسرا ٹریکٹ کہیں سے منگوا کر دیکھا۔ تو پیشانی ٹائٹل پیج پر لکھا تھا۔ کہ " اس ٹریکٹ کو بغور پڑھیں۔ اور بعد میں دوسروں میں تقسیم کریں۔ اس سارے پروپاگنڈا کا اثر یہ ہوا۔ کہ قصبہ ھذا کے مسلم طبقہ کے ایک حصہ میں بددلی اور بے توجہی پیدا ہو گئی۔ اور ہم نے حالات سے مجبور ہو کر جلسہ کرنے کے ارادے کو ترک کر دیا۔

حاجی موسٰے احمدی ٹیلر ماسٹر علی پور بقلم خود

خدا تعالےٰ کا بتایا ہوا محمود

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۷ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے۔

" تب خدا نے مجھے بشارت دے کر فرمایا۔ کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کا نام محمود ہوگا۔ اور اُس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا "

کیا پیغامی بھائی بتلائیں گے۔ خدا تعالےٰ جو عالم الغیب ہے جب ایک شخص کو محمود کہکر پکارتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اس کا نام محمود ہے۔ وہ غیر محمود ہو سکتا ہے۔ اور اس کے عقائد و تعلیم ایسی ہو سکتی ہے۔ جو محمود نہ ہو۔

جسے خدا تعالےٰ محمود کہے۔ اسے محمود نہ کہنا۔ اور نہ ماننا صریح ظلم نہیں۔ تو اور کیا ہے؟

خاکسار

سید عباس علی شاہ۔ از لورالائی۔

چھنبی میں کامیاب مباحثہ

موضع چھنبی تحصیل پنڈ دادنخان میں ۱۲ اگست جماعت احمدیہ و اہل سنت مسلمانوں کے درمیان " صداقت مسیح موعود " اور " وفات مسیح ناصری " پر مناظرہ قرار پایا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی مناظر تھے۔ اور اہل سنت کی طرف سے سید لال شاہ صاحب۔

پہلا مناظرہ "صداقت مسیح موعود علیہ السلام" کے مسئلہ پر ۲ بجے دن سے لے کر ۵ بجے تک ہوا۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب نے اپنی پہلی نصف گھنٹہ کی تقریر میں قرآن کریم کی سات آیات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کی۔ اور متعدد کتب حدیث سے دکھایا۔ کہ مسیح موعود کے ظہور کا وقت گذر چکا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔ جیسا کہ مخالف مولویوں کا خیال ہے۔ تو اس سے نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام آتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام صادق ہیں۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کی صداقت کو قرآن شریف و احادیث سے روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔

سید لال شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں ملک صاحب کی ایک دلیل کو بھی توڑنا تو کجا۔ ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اور ایک رسالہ مصنفہ منشی پیر بخش لاہوری کو ہی پڑھتے رہے۔ اور پھر احمدی مناظر کی مضبوطی دیکھکر آپ نے "صداقت مسیح موعود" کے مسئلہ میں ختم نبوت کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ مگر ختم نبوت کے مسئلہ پر بھی ان کو ایسی زبردست شکست ہوئی۔ کہ غیر احمدی پبلک کو بھی اس شکست کا اعتراف کرنا پڑا۔ آپ نے دعوےٰ کیا۔ کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے: " مجھے وحی ہوئی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] آسمان پر موجود ہیں " اس پر ملک صاحب نے ایک سو روپیہ انعام مقرر کیا۔ کہ مولوی صاحب حضرت صاحب کی کسی کتاب سے ایسی وحی دکھا دیں۔ مگر سید صاحب آخر دم تک کوئی ایسی وحی نہ دکھا سکے۔ اور بھی متعدد غلط اور بے بنیاد حوالجات دیئے۔ جن کا مطالبہ کرنے پر کوئی پتہ نہ دے سکے۔

صداقت مسیح موعود کے مسئلہ پر ملک صاحب کے دلائل بالکل مسکت تھے جن کا آخر تک کوئی جواب نہ دیا گیا۔ بلکہ جواب دینے کی کوشش بھی نہ کی گئی۔ غیر احمدی پبلک بھی اپنے مناظر کی اس کمزوری کو محسوس کرتی تھی۔ غرضکہ مباحثہ خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔

اس کے بعد ۶ بجے بعد عصر سے لیکر ۹ بجے رات تک حیات و وفات مسیح علیہ السلام پر مناظرہ ہوا۔ غیر احمدی مناظر نے اپنی نصف گھنٹہ کی پہلی تقریر میں صرف " بل رفعہ اللہ الیہ " اور " نزول عیسیٰ ابن مریم " کی حدیث پیش کی۔ اور تمام تقریر نصف گھنٹہ تک " لطف الرحمانی فی کشف القادیانی " مصنفہ منشی غلام مرتضیٰ سکنہ میانی پڑھتے رہے احمدی مناظر نے اپنی نصف گھنٹہ کی تقریر میں رفع کے معنی قرآن شریف احادیث اور لغت عرب سے دکھا کر پچاس روپیہ کے نوٹ مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ کہ اگر وہ قرآن۔ حدیث اور لغت عرب سے یہ دکھا دیں کہ جہاں خدا فاعل اور کوئی انسان مفعول ہو اور لفظ " رفع " مستعمل ہو۔ تو اس کے معنی آسمان پر اٹھائے جانے کے دکھا دیں۔ اور پچاس روپے لے لیں۔ مگر سید صاحب آخر تک کوئی ایک بھی حوالہ پیش نہ کر سکے۔

برہما کے احمدی احباب توجہ فرمائیں

تمام برہما کے احمدی دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ انجمن احمدیہ رنگون نے ایک تنظیم کے ماتحت کام کرنا شروع کیا ہے۔ جس کے عہدیداران کے متعلق اخبار الفضل ۲۹ اگست ۳۶ء میں اعلان ہو چکا ہے۔ مرکزی انجمن رنگون چاہتی ہے۔ کہ برما میں جس قدر بھی احمدی دوست ہیں۔ ان کا مفصل پتہ ہمارے ریکارڈ میں موجود ہو۔ تاکہ ہر قسم کی تحریکیں جو جماعت کے مفاد کے لئے ضروری ہیں۔ ان دوستوں تک پہنچائی جائیں۔ یا اگر باہر کے دوست کسی قسم کی امداد مرکز سے لینا چاہیں۔ تو ان کے لئے ممکن سے ممکن ذرائع امداد کے اختیار کئے جائیں خواہ دینی ہوں یا دنیاوی۔ جن دوستوں کے پاس اخبار الفضل پہونچتا ہے۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ یہ اعلان ایسے دوستوں تک پہونچائیں جن کے پاس اخبار نہیں جاتا۔ یا جسقدر بھی گرد و پیش کے احمدیوں کے نام ان کو یاد ہوں۔ بھیجدیں۔ اگر کسی دوست نے اس ملک میں شادی کی ہو۔ مگر ان کی اولاد احمدی نہ ہو۔ تو ان کے نام معہ مفصل پتہ بھی لکھ کر ارسال کریں۔ کوئی احمدی اگر اپنے آپ کو احمدی ظاہر نہیں کرتا۔ مگر احمدی ہے، اس کا پتہ بھی لکھکر بھیجدیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ رنگون ایک انتظام کے ماتحت تبلیغی اور اصلاحی کام شروع کرے۔ اور دوستوں کی دینی دنیاوی اصلاح کے متعلق ہدایات جاری کی جا سکیں۔ سردست میرا پتہ یہ ہے۔ خاکسار سید محمد لطیف پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رنگون۔ مکان ۱۹۷ گلی ۳۹ رنگون

مسلمانانِ ہند میں اپنے حق کے متعلق ہیجان

اگر تمام اہل مذاہب اپنے مذہبی اصول پر کاربند رہیں۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی نگہداشت کریں۔ تو امن و امان قائم ہو سکتا ہے لیکن افسوس لوگ جس بات کا دعوے کرتے ہیں۔ اس پر عمل نہیں کرتے ہندوستان میں آئے دن ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ جو اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ فاضلکا کا واقعہ ہنوز فراموش نہیں ہوا۔ کہ مذہبی عدم رواداری کا ایک اور المناک مظاہرہ ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے قادیان کے مذبح کے انہدام کی صورت میں رونما ہوا۔ نہایت ہی رنج و قلق کا مقام ہے۔ کہ آج جبکہ تہذیب و تمدن چار دانگ عالم میں ترقی پذیر ہے۔ ہمارے ملک نے اس میدان میں رجعت قہقری اختیار کر رکھی ہے۔ در اصل ہندوؤں اور سکھوں نے مذبح کو منہدم نہیں کیا۔ بلکہ اپنی قبہ تہذیب کو پیوند خاک مذلت کر دیا ہے۔ اور ہندوستان کی تہذیب پر ایک بدنما دھبہ لگایا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ جب ہندوستان میں ہر روز ہزارہا مقامات پر بے شمار گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ اور گورنمنٹ کے انتظام کے ماتحت ہوتی ہیں۔ اور ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔ تو قادیان کے مذبح پر یورش کے کیا معنی۔ در آنحالیکہ وہ بھی حکام بالا کی باقاعدہ اجازت حاصل کر کے بنایا گیا تھا۔ اور بوجہ مسلم آبادی کی اکثریت کے

اس کا ہونا ضروری و لازمی تھا۔ کیونکہ مسلمان اسے اپنا مذہبی حق سمجھنے کے علاوہ اسے اقتصادی لحاظ سے بھی ایک منفعت بخش ذریعہ سمجھتے ہیں مسلمانوں کو کبھی ہندوؤں یا سکھوں کے پوڑ کھانے یا جھٹکہ استعمال کرنے پر کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوا خواہ وہ ایک نہیں۔ صدہا ایسے مذبح تعمیر کریں۔ اور ہر روز ہزارہا کی تعداد میں سؤر وغیرہ کھائیں۔ چونکہ ہندو اور سکھ اسے اپنا مذہبی حق خیال کرتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو کوئی حق نہیں کہ اس میں مداخلت کے مرتکب ہوں۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ ہندوؤں اور سکھوں کے سامنے جب یہی نظریہ ذبح گائے کے موقعہ پر پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ بجائے معقولیت کے ساتھ اس پر غور کرنے کے بلا وجہ سیخ پا ہو کر آمادہ شر و فساد ہو جاتے ہیں۔ اور قانون شکنی اور بدامنی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں۔ ہندوؤں اور سکھوں میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو ایسی حرکات سے بیزار ہیں۔ چنانچہ سکھوں کے سمجھدار طبقہ نے اس شر انگیزی سے علی الاعلان اپنی بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ مگر ہندو اخبارات ملزمین کی بے جا حمایت کر رہے ہیں۔ اور بے ہودہ اور بے بنیاد غوغا مچا رہے ہیں مسلمانان قادیان کے حقوق کا سوال نہیں۔ بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے حقوق کا سوال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہدام مذبح کی سنسنی خیز خبر نے تمام ... مسلمانوں میں ایک اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ حکام کو چاہئے کہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ ورنہ مسلمانان ہند کے حقوق کی [illegible] ... [illegible] بنا دے گی۔ خاکسار [illegible] آزاد از راولپنڈی

کمزوری دماغ اور طاقت کی مشہور دوا

رائے بہادر مول راج ایم - اے کی

دوج راج وٹی

یہ دوائی اعلےٰ درجہ کی مقوی دماغ اور مقوی اعضائے رئیسہ ہے اس کے استعمال سے مردوں کی شکایات مانع اولاد رفع ہو جاتی ہیں - نیز ضعف معدہ - پُرانا زکام - دل کی دھڑکن کے لئے بہت مفید ہے - بصارت کو بڑھاتی ہے - اور جسم میں خون صالح پیدا کرتی ہے - طالب علم و دیگر دماغی کام کرنے والے حافظہ کو بڑھانے کے لئے لگاتار ہر موسم میں استعمال کر سکتے ہیں ؛

یکمشت چار پکیٹوں کے خریداروں کو خاص رعایت - اپنے آرڈر کے ساتھ اس رعایتی کوپن کو کاٹ کر بھیجدیں - بجائے دس روپیہ کے قیمت (للعہ) نو روپے چارج ہوگی ؛

شیخ تفضل حسین صاحب سرکل انسپکٹر پولیس فنتی واڑہ بستی سٹیٹ ضلع رائے پور - یو - پی - جناب من تسلیم - میں نے آپ کے یہاں سے دوج راج وٹی ۸۰ - گولی منگوا کر استعمال کی ہیں - واقعہ میں یہ دوائی جادو کا اثر رکھتی ہے براہ مہربانی ۴۰ - گولی اور بذریعہ وی - پی بھیج دیں -

بابو محمد ایوب خان صاحب قریشی پوسٹل کلرک منٹگمری میں نے آپ کی دوج راج وٹی دماغی کمزوری کے لئے استعمال کی ہے درحقیقت یہ گولیاں عجیب و غریب ہیں - اور نہایت فائدہ مند ثابت معلوم ہوئی ہیں

بہترین ٹانک ہے - مشہور روزانہ سلم اوٹ لک اخبار کے فاضل ایڈیٹر اپنی ۲۰ - مئی ۲۸ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں - کہ ان تمام آیورویدک اور یونانی دوائیوں میں سے جو اس وقت نہایت کوشش سے ولایت کی طرح قابل اعتبار بنائی گئی ہیں - رائے بہادر مول راج ایم - اے کی دوج راج وٹی بھی عمدہ ٹانک سائن ہے ؛

رعایتی کوپن "الفضل"

مکرم منیجر صاحب میہش اوشدھالیہ لاہور ... (رعایتی کوپن الفضل)

میرے نام چار پیکٹ دوج راج وٹی ۹ - روپے ۱۲ آنے کا وی - پی بھیج کر مشکور فرمائیں ؛

نام معہ عہدہ ....

پورا پتہ ....

مختصر فہرست ادویات ارسال درخواست مفت

منیجر میہش اوشدھالیہ رائے بہادر مول راج ایم اے

بازار پاپڑ منڈی - پوسٹ بکس نمبر ۱۴۰ لاہور

تریاق معدہ و جگر

ہمارا تیار کردہ تریاق الفضل مندرجہ ذیل عوارضات کے لئے لاثانی دوا ہے کوئی یونانی و ڈاکٹری مرکب جملہ فوائد میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا - اکثر اشخاص ضعف معدہ - ضعف جگر - دل کی دھڑکن - سر درد بوجہ کمی خون - عظم طحال - جلن ہاتھ پاؤں - زردی بدن - جلن سینہ - کمی خون - قبض دائمی - ان عوارضات کے باعث اکثر مریض زندہ درگور نظر آتے ہیں - موسم سرما میں قدرے آرام معلوم ہوتا ہے - جہاں گرمی کا موسم آیا مندرجہ عوارضات آدباتے ہیں کوئی دن اور رات چین سے بسر کرنا نصیب نہیں ہوتا - صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی و لاغری دور ہو کر بدن چست و چالاک سُرخ مثل انار ہو جاتا ہے ؛

تریاق معدہ و جگر سفوف کی شکل میں خوشبودار - لذیذ شیریں مفرح - ہیک یا بدبو سے پاک - بچوں - بوڑھوں - عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں مفید ہے - جس قدر دودھ گھی چاہو ہضم کر سکتے ہو - تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں - وہ بھی اسے استعمال کر کے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں - قیمت فی چھٹانک تین روپے آٹھ آنے - علاوہ محصولڈاک - خوراک دو ماشہ ہمراہ دودھ - صبح و شام مفصل پرچہ ترکیب ہمراہ وی - پی ارسال ہوگا

حکیم محمد شریف احمدی موضع عمروالہ ڈاکخانہ بٹالہ ضلع گورداسپور

محافظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں - یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے - یا مردہ پیدا ہوتے ہیں - ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں - اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے - یہ گولیاں آپ کی مجرب - مقبول اور دست ہیں - اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں - جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں - کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں - ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے - قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (علاوہ محصول)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں - ایکدم منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا ؛

ملنے کا پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

خالص سلاجیت اصلی

جو عام تاجر سوا روپیہ فی تولہ بیچتے ہیں - بغرض وسعت تجارت کچھ عرصہ کے لئے ہم بطور رعایت معرفہ تحت نرخ پر فروخت کرتے ہیں - مال اعلےٰ اور دیانتداری کے ساتھ ارسال کیا جاتا ہے - دس سے بیس تولہ تک تین آنہ فی تولہ ۲۰ سے ۴۰ تک ۲ زائد از ۴۰ ، ۲ دو آنہ فی تولہ نمونہ بوزن ۵ تولہ سوا روپیہ - محصول ڈاک بذمہ خریدار ؛

تار کا پتہ :- "احمدیہ برادرس" گلگت

عبدالغفار عبدالغنی - سوداگران گلگت کشمیر

ضرورت ہے

ایک نیک - بااخلاق - تعلیم یافتہ - برسر روزگار احمدی لڑکے کی - عقد کے لئے جس کی عمر قریباً ۲۵ - سال کی ہو - دہلی کے قرب و جوار کا رہنے والا - اور ہندوستانی معاشرت رکھتا ہو - لڑکی امور خانہ داری سے پوری واقف - تعلیم یافتہ - نیک مزاج اور تندرست ہے - اس کے والد شریف - خاندانی - صاحب جائداد اور حضرت مسیح موعودؑ کی ابتدائی جماعت میں سے ہیں - اس پتہ پر خط و کتابت فرمائیں ؛

شیخ محمد اسماعیل احمدی - پانی پت

ضرورت

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کو ایسے شریف اور بارسوخ آدمیوں کی ضرورت ہے - جو بالکل بیکار ہوں - یا اپنے فالتو وقت کے واسطے کسی باعزت کام کی تلاش میں ہوں - روزانہ دو تین گھنٹہ کے کام سے سو روپیہ ماہوار آمدنی ہو سکتی ہے - صرف وہی اصحاب درخواست کریں - جو کم از کم ایک سو روپیہ نقد ضمانت دے سکیں ؛

درخواست کے ہمراہ جواب کے لئے ٹکٹ روانہ فرمایئے

منیجر دی تاج کمپنی لمیٹڈ ریلوے روڈ لاہور

موقعہ کی زمین

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے متصل ایک کنال زمین ہے نہایت صحت افزا مقام ریلوے سٹیشن کے قریب ضرورت مند خط و کتابت سے قیمت طے کریں ؛

چوہدری الف معرفت منیجر "الفضل" قادیان

"الفضل" میں اشتہار دینا

تاجروں کی ترقی کاروبار کا بہترین طریق ہے

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۳۰ اگست - جدید مجلس خلافت صوبہ پنجاب کا ایک جلسہ منعقد ہوا - جس میں حسب ذیل قراردادیں منظور کی گئیں :-

(۱) مجلس خلافت صوبہ پنجاب فلسطین کے ہولناک واقعات پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتی ہوئی اعلان کرتی ہے - کہ ان الم انگیز حوادث کی ذمہ داری حکومت برطانیہ کی یہود نواز حکمت عملی کے کندھوں پر ہے - مجلس کی رائے میں بے گناہ عربوں پر ہوائی جہازوں سے بم گرانا حکمدار طاقت کی یہود نواز حکمت عملی کا مزید ثبوت ہے ۔

(ب) مجلس خلافت صوبہ پنجاب اس امر واقعہ کا اعادہ کرتی ہے - کہ براق شریف قدس شریف کے حرم اقدس کا ایک جزو لاینفک ہے - اور مسلمان ہرگز ہرگز اس امر کو برداشت نہیں کر سکتے - کہ حرم قدس یا اس کے جزو لاینفک کے ایک ایک انچ پر بھی کسی غیر مسلم کا قبضہ ہو ۔

(ج) مجلس خلافت صوبہ پنجاب فلسطین کے ان مسلمانوں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے - جنہوں نے براق شریف کے تحفظ میں جان و مال قربان کر دیا - اور انہیں یقین دلاتی ہے - کہ ہر مسلمان تہ دل سے ان کے مقصد کی تائید و حمایت کرتا ہے ۔

کلکتہ ۲۹ اگست - اخبار سٹیٹسمین کے نمائندے نے کلکتہ میں سردار محمد عمر خان سے ملاقات کی - آپ نے الہ آباد سے روپوش ہو کر اپنے بھاگنے کی داستان بیان کی - اور کہا - میں یہ نہیں چاہتا تھا - کہ میری وجہ سے ملک میں مزید خونریزی ہو - محض اس وجہ سے میں نے اپنے آپ کو بلا شرط برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ کی تحویل میں دیدیا ۔

مسٹر محمد رفیق ممبر لیجسلیٹو اسمبلی نے نمائندہ پریس کو دوران ملاقات میں بتلایا - کہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں جبکہ وقت ہر بلاس شاردا کا شادی بچگان کو روکنے والا بل پیش ہو گا - تو مسلمان ممبران اس کی مخالفت کریں گے - مسلمان یہ چاہتے ہیں - کہ اس بل کا مسلمانوں پر اطلاق نہیں ہونا چاہیئے ۔

شملہ ۳۰ اگست - صدر اسمبلی کے اختیارات کم کر دیئے جانے کے اعلان سے عجیب حالت پیدا ہو گئی ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ اسمبلی کے سوراجسٹ ممبران اجلاس میں شریک ہونے کے بعد بطور پروٹسٹ واک آؤٹ کر جائیں گے - اس حالت میں مسٹر پٹیل صدر اسمبلی کی پوزیشن کیا ہو گی - اس کے متعلق فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔

کوہاٹ ۲۹ اگست - اطلاع آئی ہے ؛ کہ ٹل کوہاٹ ریلوے لائن پر صبح آٹھ بجے والی گاڑی جا رہی تھی - کہ پل ریلیاں سے گر پڑی ۔

راولپنڈی ۳۰ اگست - دریائے جہلم میں زبردست طغیانی کے باعث لوڈے والا اور شاہ پور کے درمیان لائن ٹوٹ گئی ہے - آمد و رفت ناممکن ہے - سرگودہ اور شاہ پور کے درمیان تمام سٹیشنوں پر تا حکم ثانی آج سے ٹریفک رک گیا ہے ۔

شملہ ۳۱ اگست - یہاں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں - وہ گردیز پر جنرل نادر خاں کے قبضہ ہو جانے کی خبر کی تصدیق نہیں کرتیں - تازہ مصدقہ اطلاع یہ ہے - کہ گردیز پر ابھی تک بچہ سقہ کا جرنیل محمد صادق قابض ہے ۔

بمبئی ۳۱ اگست - آج پولیس نے جہاز "ماستوا" پر چھاپا مارا - جو آج صبح شنگھائی کی طرف جاتا ہوا یہاں پہونچا تھا - اس جہاز پر سے پولیس نے ۱۸ پستول ایک ریوالور ۵۰۷۰ گولیاں ایک سو بارہ پونڈ چرس اور افیون جہاز کے عملہ کے ۷ اشخاص سے برآمد کی - یہ اشخاص سب کے سب پٹھان تھے - جو گرفتار کر لئے گئے ۔

گلمرگ ۳۰ اگست - ڈویژنل انجنیر جہلم وادی روڈ کی اطلاع ہے - کہ سیلاب کی وجہ سے سڑک کو سخت نقصان پہنچا ہے - ڈومیل پل کا نشان نہیں ملتا - سڑک کئی مقامات سے ٹوٹ گئی ہے - سرینگر میں حالت بڑی نازک ہے - گلمرگ میں تمام پل بہ گئے ہیں

دریائے جہلم کے سیلاب نے شہر جہلم کو تباہ کر دیا ہے - لوگوں کے مکان مسمار ہو گئے ہیں - دو تین کروڑ کا نقصان ہو گیا - جہلم کے گرد و نواح میں جو گاؤں ہیں - ان کو بھی نقصان پہونچا ہے - فصلیں تباہ ہو گئی ہیں - اور بہت سے مویشی سیلاب میں بہ گئے ہیں - سیلاب زدہ علاقہ کے لوگوں کی حالت بہت خستہ ہے - اناج کے ذخیرے سیلاب کی نذر ہو گئے ہیں - مویشیوں کے لئے چارہ نہیں رہا ۔

سری نگر - یکم ستمبر - ۳ دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی - دریائے جہلم کا پانی شہر کے نزدیک ۳۳ فٹ اور شہر سے اوپر کی طرف ۳۲ فٹ چڑھ گیا - اس سال دریائے جہلم میں پچھلے سال سے بہت زیادہ سیلاب آیا ہے - مہاراجہ صاحب کے حکم سے بند کو توڑ کر پانی کا رخ کھیتوں کی طرف کر دینے سے شہر کو بچا لیا گیا ہے شہر کے گرد و نواح میں پانی ہی پانی ہے - شہر سرینگر خطرے سے باہر نہیں ہے - مہاراجہ صاحب ہر مقام پر جہاں خطرہ ہوتا ہے پہنچ جاتے ہیں - فوج اور ٹرانسپورٹ بلائی گئی ہے - بند کو مضبوط کیا جا رہا ہے

کلکتہ ۲۹ اگست - اہالیان شہر کی صحت کے تحفظ کے لئے بلدیہ کلکتہ نے شعبہ نگہداشت خوراک کے عملہ میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے - اس شعبہ کا کام پاک و صاف اشیائے خوردنی کا مہیا کرنا ہے - ہر محلے میں اس غرض کے لئے ایک دکان بھی کھول دی گئی ہے ۔

کلکتہ ۳۱ اگست - دو طویل میعادوں کے قیدی یوسف بیگ اور سقو کہار پریسیڈنسی جیل سے کمرے کی سلاخیں توڑ کر بھاگ گئے - یوسف دربھنگہ کا باشندہ ہے - اور اس کی عمر ۲۰ سال سے کم ہے - وہ ایک ہندو کے قتل کے الزام میں بیس سال کی قید بھگتتا رہا تھا - سقو کی سزا ۱۰ سال کی تھی ۔

رنگون ۳۱ اگست - رنگون ٹائمز کا بیان ہے - کہ موگاگ کے لعل خیز خطوں سے دو قیمتی پتھر دستیاب ہوئے ہیں - ایک یاقوت ایک ہزار کیرٹ کا ہے - دوسرا لعل ۹۲ کیرٹ کا ہے - چند سال سے اس خطہ سے کوئی قابل ذکر لعل نہ نکلا تھا - محض معمولی قسم کے لعل و یاقوت مل رہے تھے -

شملہ - یکم ستمبر - رکشا کے مزدوروں کی جزوی ہڑتال ابھی تک جاری ہے ۔

ممالک غیر کی خبریں

پیرس میں ہر روز اسی لاکھ ٹن کوڑا کرکٹ فراہم کیا جاتا ہے - جس کے اکثر حصہ کو جلا دیا جاتا ہے - اس کے جلانے سے جو گیسیں پیدا ہوتی ہیں - انہیں بجلی بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے -

سلطان ابن سعود کے نمائندہ مقیم لندن کو مکہ معظمہ سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ حجازی افواج نے فیصل الدرویش اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر کے چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی ہے ۔

لنڈن ۲۸ اگست - فلسطین کی صورت حال کے سلسلہ میں عربوں کی حیثیت ان برقی پیغامات سے معلوم ہوتی ہے جو آج وزیر اعظم کو موصول ہوئے ہیں - مثلاً القدس کی مجلس انتظامیہ اعراب کے صدر کے برقی پیغام میں لکھا ہے - کہ بری اور بحری عساکر فلسطین کا نظم و نسق بحال کر لیں گے - لیکن مستقل طور پر امن و امان کی بحالی اس وقت تک غیر ممکن ہے - جب تک جمہوری نظام حکومت کے متعلق عربوں کا قومی مطالبہ پورا نہیں کیا جاتا - اور لارڈ بالفور کے اعلان کی تنسیخ پر صحیح طور پر غور نہیں کیا جاتا ۔

نیویارک ۲۹ اگست جمعیتہ ملیہ فلسطین - جدید شمالی جماعت - ینگ مین مسلم سوسائٹی نے جو امریکہ کی اسلامی انجمنیں ہیں - پاپائے اعظم - مسٹر میکڈانلڈ صدر امریکہ ہوور اور جمعیتہ الاقوام کی ہیئت انتداب کو برقی پیغامات بھیجے ہیں - جس میں فلسطین کے موجودہ طرز حکومت کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے - اور لکھا ہے - کہ یہ طرز حکومت عربوں کو ان کے تمام حقوق سے محروم کر رہا ہے - نیز ان پیغامات میں بالفور کے اعلان کی تنسیخ کا مطالبہ کیا گیا ہے ۔

لنڈن ۲۸ اگست - دفتر مستعمرات کا ایک اعلان مظہر ہے - کہ حیفہ اور رملیہ کی پہاڑیوں کے نواح میں جو یروشلم کے گرد واقع ہیں - پیٹرول کرنے والے طیاروں نے عربوں پر فائر کئے شرق یردون کی سرحدی فوج نے بیسان کی جانب مغرب بیت المقدس پر حملہ مسترد کر دیا ۔

لنڈن ۲۹ اگست - آج لنڈن ٹائمز نے مولوی محمد یعقوب ڈپٹی پریسیڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی کی وہ چٹھی شائع کی ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے - کہ لارڈ ارون کے عہدہ کی میعاد میں کم سے کم ایک سال کا اضافہ کیا جائے - تاکہ ایسے وقت میں طرفین خیر سگالی اور اتحاد یقینی ہو جائے - جب کہ اصلاحات کی آئندہ قسط قانون کی صورت میں لائی جائے ۔

لارڈ بالفور نے یہودی انجمن کے صدر ڈاکٹر وزمین کو لکھا ہے - کہ حادثات فلسطین پر میں بہت افروختہ ہو رہا ہوں - لیکن میرا اعتقاد برابر قائم ہے - کہ فلسطین کو یہودیوں کا وطن ضرور بنایا جائے گا - اور تمام دول اس مقصد کی حمایت کریں گی ۔

ماسکو ۳۰ اگست - بولشویک حکومت نے چین ترجیحات کے ساتھ حکومت چین کی یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ تصفیہ جھگڑے کا تصفیہ کرنے کے لئے ایک تصفیہ اعلان پر دستخط کئے جائیں